12

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۷۸ھ
۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۵۸ء

قیمت ۵ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

أَحَادِيثُ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

طالب علم دین کی فضیلت کا بیان

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْاِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

حسنؓ (بصری) سے مرسلاً روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اس غرض سے علم کو حاصل کر رہا ہو کہ اس سے اسلام کو تازہ زندگی بخشے گا۔ تو اس کے اور انبیاءؑ کے درمیان جنت میں صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ (دارمی)

فقیہ کا درجہ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيْهُ فِي الدِّيْنِ اِنِ احْتِيْجَ اِلَيْهِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ اَغْنٰى نَفْسَهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

علیؓ بیان کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھا ہے وہ شخص جو دین کی سمجھ رکھتا ہو۔ اگر اس کی طرف کوئی حاجت لائی گئی تو اس نے نفع پہنچایا۔ اور اس سے بے پروائی کی گئی۔ تو بے پروا رکھا اس نے اپنے آپ کو (رزین)

علم دین حاصل کرنے کی فضیلت

عَنْ وَاثِلَةَ ابْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَاَدْرَكَهُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْاَجْرِ فَاِنْ لَمْ يُدْرِكْهُ كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنَ الْاَجْرِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

واثلہ بن الاسقعؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے طلب کیا علم کو اور حاصل کر لیا اس کو۔ اس کو دوہرا اجر ملے گا۔ اور اگر علم حاصل نہ ہوا تو اکہرا ثواب ملے گا۔ (دارمی)

کن اعمال کا ثواب ہمیشہ ملتا ہے

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ اَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهُ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ تَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کو اس کے جس عمل یا نیکیوں سے بعد مرنے کے ثواب پہنچتا ہے۔ اس میں ایک تو علم ہے جس کو اس نے سیکھا اور رواج دیا تھا۔ اور دوسرے نیک اولاد ہے۔ جس کو اپنے بعد چھوڑا ہے۔ اور تیسرے قرآن ہے۔ جو وارثوں کے لئے چھوڑا ہو۔ چوتھے مسجد ہے جس کو اپنی زندگی میں بنایا ہو۔ پانچویں سرائے یا مسافرخانہ ہے جس کو اس نے تعمیر کیا ہو۔ چھٹے نہر ہے۔ جس کو اس نے جاری کیا ہو۔ ساتویں وہ خیرات ہے جس کو اس نے اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال سے نکالا ہو۔ ان تمام چیزوں کا ثواب اس کے مرنے کے بعد اس کو پہنچتا ہے۔ (ابن ماجہ بیہقی)

دین کی جڑ پرہیزگاری ہے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنَّهُ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَّلْتُ لَهُ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ وَمَنْ سَلَبْتُ كَرِيْمَتَيْهِ اَثَبْتُهُ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ وَفَضْلٌ فِي عِلْمٍ خَيْرٌ مِنْ فَضْلٍ فِي عِبَادَةٍ وَمِلَاكُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی (خفی) بھیجی ہے۔ کہ جو شخص طلب علم کے لئے راستہ طے کرے تو میں اس پر جنت کے راستے کو آسان کر دوں گا۔ اور جس شخص کی میں نے دونوں آنکھیں چھین لی ہوں تو میں ان کا بدلہ اس کو جنت دوں گا۔ اور علم کے اندر زیادتی عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے۔ اور دین کی جڑ پرہیزگاری ہے۔ (بیہقی)

علم پڑھانا عبادت سے بہتر ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اِحْيَائِهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رات کو تھوڑی دیر درس دینا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ (دارمی)

علمی مجلس عبادت کی مجلس سے بہتر ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِي مَسْجِدِهِ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُونَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُونَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَاءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُونَ الْفِقْهَ اَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُونَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مجلسوں میں سے گزرے جو مسجد میں منعقد تھیں۔ آپؐ نے فرمایا دونوں مجلسیں بھلائی پر ہیں۔ لیکن ایک ان میں بہتر ہے دوسری سے۔ ان دونوں مجلسوں یا جماعتوں میں سے ایک عبادت میں مصروف ہے۔ اور خدا سے دعا کر رہی ہے۔ اور اس سے اپنی خواہش و رغبت کا اظہار کر رہی ہے خواہ اس کو دے یا نہ دے۔ اور دوسری جماعت فقہ یا علم کو حاصل کر رہی ہے۔ اور جاہلوں کو علم سکھا رہی ہے۔ پس یہ لوگ بہتر ہیں اور میں بھی معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (یہ کہکر) پھر آپ بھی ان میں بیٹھ گئے۔ (دارمی)

علم دین سکھانے کی فضیلت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُونَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِي اٰدَمَ وَاَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِي رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمِيْرًا وَحْدَهُ اَوْ قَالَ اُمَّةً وَاحِدَةً۔

انسؓ بن مالکؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت کرنے والوں میں کون سب سے بڑا سخی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
جلد ۴ | جمعۃ المبارک ۵ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۵۸ء | شمارہ ۱۹

اساتذہ اور لیکچراروں کے استعفے

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ یکم اکتوبر ۵۸ء سے سابق صوبہ پنجاب کے ڈسٹرکٹ بورڈ اسکولوں کے اساتذہ کئی ماہ سے مستعفی ہو جانے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ہر ضلع سے ہزاروں اساتذہ نے اپنے اپنے استعفے ڈسٹرکٹ بورڈ ٹیچرز یونین کے صدر دفتر میں بھیج دیئے ہیں۔ تاکہ جب یونین مستعفی ہو جانے کا حتمی فیصلہ کرے تو ان کو متعلقہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے دفتر میں بھجوا دے۔ اس سے پہلے ڈسٹرکٹ بورڈ اسکولوں کے اساتذہ متواتر کئی سال سے اپنے مطالبات حکومت کے سامنے پیش کر رہے تھے ان مطالبات کو منوانے کے لئے انہوں نے جد و جہد کے سب آئینی طریقے اختیار کئے۔ جلسے کئے ریزولیوشن پاس کر کے حکومت اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے دفاتر میں بھجوائے۔ جلوس نکالے پرامن مظاہرے کئے۔ ہڑتال کی دھمکیاں دیں۔ لیکن جب حکومت پر ان سب چیزوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ تو بالاخر تنگ آمد بجنگ آمد کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ان غریب اساتذہ کو مستعفی ہو جانے کا فیصلہ کرنا پڑا ان کے اس فیصلہ پر ہر سمجھ دار شخص نے تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اخبارات نے ان کے متعلق اداریے لکھ کر حکومت سے اپیل کی کہ وہ ان کے مطالبات تسلیم کرے مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈروں نے بھی حکومت کو یہی مشورہ دیا۔ لیکن نہ معلوم حکومت اب تک کیوں خاموش ہے۔؟

ان اساتذہ کا معاملہ ابھی تک طے نہیں ہونے پایا تھا۔ کہ اب گورنمنٹ کالجوں کے لیکچراروں نے ۱۵ ستمبر ۵۸ء سے مستعفی ہو جانے کی دھمکی دے دی ہے۔ جب تک یہ سطور قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچیں گی ممکن ہے۔ کہ یہ لیکچرار مستعفی ہو چکے ہوں۔

خدا کرے کہ ان کا معاملہ بخیر و خوبی طے ہو جائے۔ اگر خدا نخواستہ اساتذہ اور لیکچرار مستعفی ہو گئے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اکثر سکول اور کالج چند روز تک بند ہو جائیں گے۔

ہمارے بچوں کی تعلیمی حالت پہلے ہی ناگفتہ بہ ہے۔ ثانوی تعلیمی بورڈ اور پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات کے نتائج ہر سال ان کی پست تعلیمی حالت پر مہر تصدیق لگا دیتے ہیں۔ موسم سرما شروع ہونے والا ہے۔ اور اس ملک میں موسم سرما ہی پڑھائی کے موزوں وقت ہوتا ہے۔ اس موسم کی ابتدا ہی میں اساتذہ اور لیکچراروں کے مستعفی ہو جانے سے ان بچوں کی تعلیمی حالت اور بھی ابتر ہو جانے کا خطرہ ہے۔ ہمارے بچوں کی آئندہ خوشحالی کا انحصار ان کی تعلیمی حالت کے سنورنے پر ہے ان کی تعلیمی حالت میں بگاڑ ان کے مستقبل پر اثر انداز ہوگا۔ ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان استعفوں کی دھمکیوں سے پیدا شدہ صورت حال کا فوراً کوئی مناسب تدارک کرے۔ ہم حکومت کو ان استعفوں کے دور رس نتائج سے خبردار کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اگر اساتذہ اور لیکچراروں نے واقعی استعفیٰ دیدئے تو یہ وبا گورنمنٹ اسکولوں میں بھی پھیل جائے گی۔ اور وہ دن دور نہیں جب وہ بھی مستعفی ہو جانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ حکومت کو چاہیئے کہ اس وبا کو پھیلنے سے روکے ورنہ آہستہ آہستہ اس کا سارا تعلیمی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

یہ گمنام خط کیوں؟
لکھتے ہو

اگر انجمن خدام الدین کے کسی کام پر اعتراض ہو۔ تو روبرو آکر کہو میں ہر مسلمان کی بات سننے کے لئے تیار ہوں۔ ممکن ہے۔ کہ آپ کو اطلاع غلط ملی ہے۔ یا ہماری ہی اصلاح ہو جائے۔

احمد علی

امیر انجمن خدام الدین لاہور

سرحدی تنازعات کا فیصلہ

پاکستان اور ہندوستان کے وزرائے اعظم کی حال ہی میں جو دو روزہ ملاقات ہوئی ہے۔ وہ کافی حد تک کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ مشرقی پاکستان کے گیارہ میں سے نو سرحدی تنازعات طے ہو گئے ہیں۔ اور باقی دو کے متعلق آئندہ گفت و شنید کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔ مغربی پاکستان کا کوئی جھگڑا طے نہیں ہوا۔ بہرحال دونوں وزرائے اعظم کی یہ ملاقات بحیثیت مجموعی تسلی بخش ثابت رہی ہے۔

اس ملاقات کی کامیابی سے یہ امید بندھ گئی ہے۔ کہ شاید باقی ماندہ تنازعات بھی باہمی گفت و شنید سے طے ہو جائیں۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اس نے ہر تنازعہ کو باہمی گفت و شنید سے حل کرنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے لیکن ہندوستان نے ہمیشہ نامناسب رویہ اختیار کر کے ان کو سلجھانے کی بجائے اور الجھا دیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کشمیر اور نہری پانی کا جھگڑا ابھی تک طے نہیں ہو سکا۔ کشمیر اور نہری پانی کے متعلق ہندوستان کو ہمارے بعض لیڈروں کی غلط روش کی وجہ سے فوقیت حاصل ہو گئی ہے۔ اور وہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ان مسائل کے حل میں روڑے اٹکا رہا ہے۔ اگر اس میں فراخ دلی ہوتی تو وہ دونوں مسائل میں پاکستان کے موقف کو تسلیم کر کے دونوں ملکوں کے درمیان دوستی کی فضا پیدا کر سکتا تھا۔ آج تک تو اس نے ایسا نہیں کیا۔ خدا کرے کہ آئندہ اس کو ایسا کرنے کی توفیق ہو جائے۔

پاکستانی حاجی

۱۲ ستمبر ۱۹۵۸ء کو لاہور میں آنے والی ایک اطلاع کے مطابق ۲۵۰ حاجیوں کی ایک لانچ ہنگیلا (لسبیلا) کے قریب

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

زائرِ حرمین الشریفین سے

از لال دین آخگر

خطاب

مبارک ہو تجھے اے طائفِ کعبہ مبارک ہو
جو قسمت یاوری کرتی، میں تیرا ہم سفر ہوتا
جبیں میں بھی درِ کعبہ پہ رکھ کر رات دن روتا
لپٹتا میں در و دیوارِ کعبہ سے محبت میں
وہ کعبہ جس کا ہر ذرّہ شہیدِ کبریائی ہے!
عقیدت لے کے آیا ہے، محبت لے کے آیا ہے
بتا کیا تو نے دیکھا ہے مجھے اے طائفِ کعبہ

مبارک ہو تجھے اے زائرِ روضہ مبارک ہو
خدائے دوجہاں کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا
میں اپنے آنسوؤں سے نامۂ اعمال کو دھوتا
بہت ممکن تھا رسوائی سے بچ جاتا قیامت میں
وہ قبلہ جس کی عظمت مانتی ساری خدائی ہے
تو چند درموں میں سامانِ شفاعت لے کے آیا ہے
سنا کیا تو نے پایا ہے، ذرا اے زائرِ روضہ

جواب

نہیں ممکن بیاں ہو مجھ سے کیفیت مرے دل کی!
وہ کعبہ جس کا ہر ذرّہ خدا کی عین قدرت ہے
وہاں تہلیل کے نغمے، وہاں توحید کی دُنیا!
عقیدت لے کے آتے ہیں۔ محبت لے کے جاتے ہیں،
براہیم و ذبیح اللہ کی تعمیر ہے کعبہ!
خلیل اللہ نے درسِ عبادت اس جگہ سیکھا،
یہی دارالامن ہے خطۂ اقوام کے اندر!
اسی گھر کی جدائی میں رسُولِ پاک روتے تھے
یہاں کا گوشہ گوشہ مرکزِ انوار ہے گویا

مری ادراک سے باہر ہے، اب حالت مرے دل کی
وہ قبلہ دید جس کی عارفوں کے دل کی راحت ہے
کبھی تسبیح کی تانیں، کبھی تمجید کی دُنیا!
گناہگاروں کو دیکھا ہے کہ جنت لے کے جاتے ہیں
رسُولِ پاک کی خواہش کی یہ تعبیر ہے کعبہ
ذبیح اللہ نے شوقِ شہادت اس جگہ پایا
خدا کا گھر یہی ہے آخری پیغام کے اندر
دمِ ہجرت اسے تکتے تھے، اور بیتاب ہوتے تھے
یہاں کا ذرّہ ذرّہ مخزنِ اسرار ہے، گویا!

سوال

دلِ مضطر کو چین آیا، جزاک اللہ جزاک اللہ
مگر اب، کچھ مدینے کی فضاؤں کا بیاں کیجے،

تری گفتار سے واضح ہُوئی توقیرِ بیت اللہ
مرے دل پر ذرا اسرارِ یُحببکُمُ عیاں کیجے

جواب

فقط آنسو بیانِ دردِ دل کہنے سے قاصر ہیں
مدینے کی فضاؤں کا بیاں فرقت میں کرنا ہے
مدینہ حُسن کی بستی، مدینہ نور کا عالم!
فضا میں زندگی ہے، ہر طرف حُسنِ نبوّت ہے
بلالؓ و بُوذرؓ و سلمانؓ کی الفت کا مرکز ہے
اسی محفل میں تھی ضوگستری شمعِ رسالت کی
اسی محفل کے دیوانے زمانے بھر کے فرزانے
یہاں جذب و سرور و شوق کی تعلیم پاتے تھے!

ادھر قلب و نظر بیتاب ہیں، قابو سے باہر ہیں!
مجھے ہر شعر میں خونِ جگر کا رنگ بھرنا ہے
یہاں کے ذرے ذرے میں ہے پیدا طور کا عالم
یہاں ذرّے بھی رشکِ ماہ ہیں، نورِ سعادت ہے
یہ پروانوں کا مرکز ہے یہ دیوانوں کا مرکز ہے
یہ دنیا ہے محبت کی، یہ دنیا ہے عقیدت کی
وہ مردانِ خدا آگاہ، اور دُنیا سے بیگانے
وہ اپنی تشنگی رُوئے محمّد سے بجھاتے تھے

تحسین و آفریں

جزاک اللہ بیاں تیرا مرے ایماں کی دولت
زہے قسمت، زہے قسمت، زہے قسمت، زہے قسمت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ہر سچّے اور اصلی مُسلمان کے لئے

یہ

ماننا جزوِ ایمان ہے

کہ پیغمبرِ خدا کی احادیث بھی قرآن مجید کی طرح محفوظ ہیں

اور ان پر عمل کرنا بھی ضروریات دین میں سے ہے

ثبوتِ اوّل

سورۃ الجمعہ کے رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں ہے۔ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ

ترجمہ۔ اور آپ ان لوگوں کو کتاب (یعنی قرآن مجید) پڑھاتے ہیں۔

تو معلوم ہوا۔ کہ قرآن مجید کا مطلب اور اللہ تعالےٰ کی مراد سمجھنے کے لئے باشندگان عرب (جو قرآن مجید کے اوّلین مخاطب ہیں) کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کی مراد کو تب ہی سمجھ سکتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی راہنمائی فرمائیں۔

توکیا عجمیوں کے لئے

قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ یقیناً ہوگی

بلکہ قیامت تک پیدا ہونیوالی نسل انسانی

خواہ عرب ہوں یا عجم سب کو قرآن مجید سمجھنے کے لئے خاتم النّبیّین رحمۃ للعالمین کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی۔ ورنہ قرآن مجید پورے طور پہ نہ تو سمجھ میں آئے گا اور نہ اس پر اللہ تعالےٰ کی منشاء کے مطابق عمل ہی ہوسکیگا۔

نتیجہ

مذکورالصدر سطور کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ جو شخص بھی سچّا اور اصلی مسلمان بننا چاہے اسے قرآن مجید کو اپنا دستورالعمل بنانا ہی پڑے گا۔ اور اس چیز کو تسلیم کرنے کے بعد قیامت تک پیدا ہونے والی نسلِ انسانی میں سے جو لوگ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چاہیں گے ان کے لئے قرآن مجید کا اتباع لازمی ہوگا کیونکہ قرآن مجید ہی تو شاہنشاہِ حقیقی کا دُنیا میں نازل کردہ دستورالعمل اور قانون سلطنت ہے۔ اور اس کو دستورالعمل انسانیت تسلیم کرنے کے بعد پھر حضور انور کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے پڑیں گے۔ تاکہ اس دستورالعمل میں جو اللہ تعالیٰ کا منشا اور مراد ہے۔ وہ سمجھیں۔ اس کے بعد اس پر عمل کریں۔ اور انسانوں کی یہ حاجت قیامت تک رہے گی کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے اس قرآن مجید کی حفاظت کا قیامت تک ذمہ لیا ہُوا ہے۔

لہٰذا

نتیجہ یہ نکلیگا۔ کہ قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کو قرآن مجید کا مطلب سمجھانے کے لئے اللہ تعالےٰ احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو محفوظ رکھیگا۔ اور جن حضرات کو اللہ تعالےٰ علم حدیث کی حفاظت کا ذریعہ اور آلہٰ کار بنائے گا۔ یہ ان کی **خوش قسمتی ہوگی**۔ وذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔

ثبوت دوم

وَیُزَکِّیۡهِمۡ

سورۃ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ ۔ اور ان کو پاک کرتا ہے۔

ثبوت اوّل میں تعلیم کا ذکر تھا کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی کلام کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ حضور انورؐ کی برکت سے دو قسم کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ پہلی آپ کی صحبت کی برکت سے انسانوں کے اندر امراض روحانی (مثلاً۔ حسد۔ کبر۔ ریاء) سے پاک ہو جاتے ہیں اور دوسری انسان کے اعمال کی پاکیزگی کی تعلیم ہوتی ہے۔ یعنی انسان کے تمام اعمال صالحہ کے متعلق ایسی ہدایات دیتے جن کی برکت سے انسان کے ہر عمل کے اندر وہ صلاحیت پیدا کر دیتے ہیں۔ جس کو ملحوظ رکھ کر کام کیا جائے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید واثق ہو جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرما ہی لے گا۔

تزکیہ نمبر اول میں حضورؐ کی کامیابی پر قرآن مجید کی شہادت

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ جَزَآؤُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّهٗ ۟) سورہ البینۃ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہُوا۔ اور وہ اس سے راضی ہُوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔ ان آیات کا مصداق نمبر اوّل

صحابہ کرام ہی تو ہیں

معلوم ہُوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں صحابہ کرام کا ظاہر اور باطن ایسا پاک ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا ہے۔ ورنہ اگر ان کے اندر حسد۔ کبر۔ ریا جیسی مہلک روحانی بیماریاں موجود ہوتیں تو ان کو رضی اللہ عنہم کا

تحفہ کیسے مل سکتا - ہرگز نہیں - اور وہ حضرات خیرالبریہ کا لقب کیسے پاتے - اور بہشت کے وارث کیسے بنائے جا سکتے۔
ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

تزکیہ اعمال

کے نقطۂ نگاہ سے آپ نے مختلف اعمال کے متعلق جو مختلف ہدایات فرمائی ہیں وہ ملاحظہ ہوں

۱

انسان کی نیت کا تزکیہ

ارشاد ہوتا ہے

انما الاعمال بالنیات فمن کانت هجرته الی اللّٰه ورسوله فهجرته الی اللّٰه ورسوله ومن کانت هجرته الی دنیا یصیبها او الی امرأة یتزوجها فهجرته الی ما هاجر الیه ۔ رواہ

ترجمہ - (اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں) اعمال کا مدار نیتوں پر ہے - پس جس شخص کی (وطن و دیار سے) ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو - تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہے - اور جس شخص کی (وطن و دیار سے) ہجرت دنیا کی خاطر ہے - کہ دوسری جگہ جاکر دنیا حاصل کرے - یا عورت کی خاطر ہے کہ وہاں جانے سے اس سے نکاح کرلے گا - پس اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے -

حاصل

یہ ہے کہ انسان کے تمام اعمال کے اچھے یا برے ہونے کا معیار خود انسان کی اپنی نیت ہے - اگر اس عمل میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی رضا مطلوب ہے - تو وہ کام اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی رضا طلبی کے لئے خیال کیا جائے گا - اور اگر اس میں اللہ تعالےٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مدنظر نہیں ہے - تو پھر وہ کام نہ نیکی میں شمار ہوگا - اور نہ اس کا کوئی اجر ہی ملیگا - بلکہ اگر وہ کام اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف ہے - تو سزا بھی ملے گی -

لہٰذا

ہر کلمہ گو مسلمان کا فرض ہے کہ پہلے نیت کو درست کرکے کام شروع کرے -

۲

اگر نیت پاک نہیں ہے تو بجائے اس کے کہ اس شخص کو ثواب ملے - الٹا مومن کی بجائے منافق کا لقب پائیگا -

عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم آیة المنافق ثلاث زاد مسلم وان صام وصلی وزعم انه مسلم ثم اتفقا اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان -

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - منافق کی تین علامتیں ہیں (یہاں تک تو امام بخاری امام مسلم متفق ہیں) اس کے بعد مسلم نے یہ الفاظ اپنی روایت میں زیادہ تحریر فرمائے ہیں اور اگرچہ روزہ رکھے - اور نماز پڑھے اور یہ خیال کرے کہ وہ مسلمان ہے - پھر دونوں (بخاری اور مسلم) نے ان چیزوں پر اتفاق کیا ہے - جب بات کرے تو جھوٹ بولے - اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے - اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے -

نماز کے متعلق ہدایات تزکیہ

۱

عن ابی ذر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا یزال اللّٰه عز وجل مقبلا علی العبد وهو فی صلوته ما لم یلتفت فاذا التفت انصرف عنه

رواہ احمد وابو داؤد والنسائی والدارمی

ترجمہ - ابی ذرؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ خداوند بزرگ و برتر برابر بندہ کی طرف متوجہ رہتا ہے - جبکہ وہ نماز میں ہوتا ہے - جب تک کہ نماز پڑھنے والا ادھر ادھر نہ دیکھے - پھر جب ادھر ادھر دیکھا اللہ اس سے اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو نماز کو غیر کے خیال سے پاک رکھ کر بارگاہ الٰہی میں پیش کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں اور دھمکی دی ہے - کہ اے نمازی اگر تم نے اللہ تعالےٰ سے خیال ہٹا کر دوسری طرف توجہ کی تو اللہ تعالےٰ بھی اپنی توجہ ہٹا لے گا - یعنی وہ نماز قبول نہیں ہو گی -

۲

عن ابی هریرة ان رجلا دخل المسجد ورسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم جالس فی ناحیة المسجد فصلی ثم جاء فسلم علیه فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وعلیک السلام ارجع فصل فانک لم تصل فرجع فصلی ثم جاء فسلم فقال وعلیک السلام ارجع فصل فانک لم تصل فقال فی الثالثة او فی التی بعدها علمنی یا رسول اللّٰه فقال اذا قمت الی الصلوٰة فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فکبر ثم اقرأ بما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تستوی قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا وفی روایة ثم ارفع حتی تستوی قائما ثم افعل ذلک فی صلوٰتک کلها متفق علیه

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کونے میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور نماز پڑھی - پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام کیا - حضورؐ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا - جا اور پھر نماز پڑھ - اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی - وہ شخص واپس گیا اور پھر نماز پڑھی - اور اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا - آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا - جا اور پھر نماز پڑھ - اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی - اسی طرح تین مرتبہ ہوا - تیسری مرتبہ یا اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا - یا رسول اللہ مجھ کو بتلایئے میں کس طرح نماز پڑھوں - آپ نے فرمایا - کہ جب تو نماز کے لئے تیار ہو - تو اچھی طرح وضو کر - پھر قبلہ رخ کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہہ - پھر قرآن میں سے جس قدر یاد ہو پڑھ - پھر رکوع کر طمانیت کے ساتھ - پھر سر اٹھا - یہاں تک کہ سیدھا ہو جائے - پھر سجدہ کر طمانیت کے ساتھ

پھر سر اُٹھا اور اطمینان سے بیٹھ - اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر سر اُٹھا اور سیدھا کھڑا ہو جا - اور اسی طرح نماز کو پُورا کر - (بخاری و مسلم)

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید میں تو اتنا ہی حکم آیا ہے - (اقیموا الصلوٰۃ) نماز قائم کرو - اب اس نماز کی جو تفصیل آپ سُن چکے ہیں - اس کا اتباع بھی ہر مسلمان کے ذمہ فرض ہے - تو گویا کہ نماز کی رُوح کی ساری تفصیل حضور انورؐ نے واضح فرمائی یہی نماز کے متعلق تزکیہ ہے - ورنہ نماز تو وہ شخص بھی پڑھ کر ہی آتا تھا -

۳

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعِدْ صَلٰوتَكَ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اُصَلِّيْ قَالَ اِذَا تَوَجَّهْتَ اِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَمَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَقْرَاَ فَاِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَمَكِّنْ رُكُوْعَكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ فَاِذَا رَفَعْتَ فَاَقِمْ صُلْبَكَ وَارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ اِلٰى مَفَاصِلِهَا فَاِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِلسُّجُوْدِ فَاِذَا رَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ ابوداؤد مع تغییر کبیر وروی الترمذی والنسائی معناہ -

ترجمہ - رفاعہ بن رافعؓ سے روایت ہے - کہا کہ ایک شخص مسجد میں آیا - اور نماز پڑھی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور سلام کیا - آپؐ نے فرمایا - تو اپنی نماز کو دوبارہ پڑھ - اس لئے کہ تُو نے نماز نہیں پڑھی - اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ - مجھ کو بتائیے کس طرح نماز پڑھوں - آپؐ نے فرمایا - جب تم قبلہ کی طرف متوجہ ہو تو اللہ اکبر کہہ - پھر سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن میں سے کچھ اور پڑھ - پھر جب تو رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے زانوؤں پر رکھ - اور رکوع میں قائم رہ - اور پیٹھ کو ہموار رکھ - پھر جس وقت تو سر اُٹھائے - تو اپنی پشت کو سیدھا رکھ - اور سر کو اُٹھا یعنی سیدھا کھڑا ہو جا - کہ کمر کی ہڈیاں اپنی جگہ پر آ جائیں - پھر جب سجدہ کرے تو پھر اطمینان سے سجدہ کر - پھر جب سجدہ سے سر اُٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ کر پھر اسی طرح ہر ایک رکوع اور سجدہ میں کر - یہاں تک کہ ہر ایک رکن کو اطمینان سے ادا کر - یہ الفاظ مصابیح کے ہیں - اور ابو داؤد نے کچھ فرق سے اس کو روایت کیا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی پاکیزہ طریقہ کی اسے نماز سکھائی کہ اگر وہ شخص (یا اور جو شخص بھی) ان شرائط کی پابندی کر کے نماز ادا کریگا - تو وہ بارگاہ الٰہی میں ضرور قبول ہو گی -

۴

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَلٰوتِيْ وَبَيْنَ قِرَاءَتِيْ يَلْبِسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَهٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلٰى يَسَارِكَ ثَلٰثًا فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّيْ رواہ مسلم

ترجمہ - عثمانؓ بن ابی العاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا - کہ یا رسول اللہ شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے - اور میں قرأت کرتا ہوں - تو مجھ کو شبہ میں ڈال دیتا ہے (یہ سُن) کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - یہ (وہ) شیطان ہے جس کو خنزب کہا جاتا ہے - پس جب، تو اپنے دل میں اس کے وسوسے سے کوئی چیز محسوس کرے تو خدا سے پناہ طلب کر - اور تین بار بائیں جانب تھوک دے - عثمانؓ (راوی) کہتے ہیں - میں نے ایسا ہی کیا - اور اللہ نے اس قسم کو دور کر دیا -

حاصل

یہ ہے کہ عثمانؓ بن ابی العاص کی نماز میں شیطان خلل ڈال دیتا تھا - آپؐ نے ایک ایسا نسخہ ارشاد فرمایا - کہ اس کی نماز شیطان کے اثر سے پاک ہو گئی - یعنی اس طریقہ سے ان کی نماز کا تزکیہ ہو گیا

روزہ داروں کے لئے روزے کے تزکیہ (پاک رکھنے) کی تعلیم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ رواہ البخاری -

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے جھوٹ بولنا نہیں چھوڑا - اور جھوٹے کام کرنے نہیں چھوڑے - پھر اللہ (تعالےٰ) کو اس بات کی پروا نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے -

حاصل

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کو ایسے پاک روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی - جس کو اللہ تعالیٰ قبول فرما لے - اور یہ روزہ رضا الٰہی کا تمغہ دلا دے - اور بہشت میں داخل کرا دے - اللّٰهم اجعلنا منهم -

قول الزور

میں کون کون سی چیزیں داخل ہیں - یعنی جس شخص نے جھوٹی باتیں کہنی نہ چھوڑیں اور جھوٹی گواہی دینی اور کفر اور افتراء (اپنی طرف سے جھوٹ بنا کر کہنا) اور غیبت اور بہتان اور کسی پر تہمت لگانا - اور گالی دینا - اور کسی پر لعنت ڈالنا وغیرہ نہ چھوڑا - تو اللہ تعالےٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پروا نہیں ہے یعنی اس کا روزہ قبول نہیں ہو گا - اور نہ وہ نتائج ہی پیدا ہوں گے - اللّٰهم لا تجعلنا منهم -

طواف خانہ کعبہ کے متعلق ہدایات تزکیہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے بیت اللہ الحرام (یعنی خانہ کعبہ) کا سات مرتبہ طواف کیا - اور سوائے سبحان اللہ - والحمد للہ - ولا الٰہ الا اللہ - واللہ اکبر - ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کے اور کوئی بات مُنہ سے نہ نکالی -

تو اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جائینگے اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی - اور اس کے دس درجے بلند ہو جائیں گے - اور جس شخص نے طواف کیا - اور طواف کی حالت میں بات (بھی کسی سے) کی تو وہ رحمت کے دریا میں اپنے پاؤں سے داخل ہوتے ہو -

حاشیہ شیخ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ دہلوی

ان یتکلم بغیر ذکر اللہ مع ذالک یکون لہ ثواب لکنہ یکون کالخائض فی الرحمۃ برجلیہ و اسفل بدنہ بکونہ عالما و عابدا ولا یبلغ الرحمۃ الی اعلاہ بکونہ بغیر ذکر اللہ واذا لم یتکلم الا بذکر اللہ یستغرق فی بحر الرحمۃ من قدمہ الی راسہ ومن اسفلہ الی اعلاہ ھکذا یختلج فی القلب معنی الحدیث واللہ اعلم -

ترجمہ - مذکور الصدر حدیث شریف پر حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں - اگر طواف میں اللہ کے ذکر کے سوا کوئی کلام کرے گا - تو بھی اس کو طواف کا ثواب تو مل ہی جائے گا - لیکن وہ ایسا ہوگا - جس طرح کہ رحمت کے دریا میں اپنے دونوں پاؤں سے داخل ہونے والا اور اپنے نیچے کے دھڑ سے داخل ہونے والا کیونکہ وہ شخص جاننے والا اور عبادت کرنے والا (یعنی طواف کرنے والا) تو ہے ہی اور اس کے وجود کے اوپر والے حصے کو رحمت نہیں پہنچتی بسبب ہونے اس کے طواف کے سوائے ذکر اللہ کے (یعنی چونکہ اللہ تعالٰے کے ذکر کے سوا اور باتیں بھی کی ہیں) (فرماتے ہیں) اسی طرح دل میں یہ بات آتی ہے -

یعنی

اگر طواف میں سوائے اللہ تعالٰے کے ذکر کے اور کوئی بات نہ کرتا - تو گویا کہ اس کا سارا وجود رحمت کے دریا کے اندر ہوتا - اب ایسا ہے جس طرح رحمت کے دریا کے اندر فقط اس کے پاؤں ہیں - باقی وجود باہر ہے -

حاصل

یہ نکلا - سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طواف کے متعلق طواف کرنے والے کے لئے تزکیہ فرمایا - کہ اگر اس طرح کروگے تو یہ ثواب ہوگا اور اگر اس کے خلاف کروگے تو یہ نقصان ہوگا -

برادران اسلام

آپ نے ملاحظہ فرمایا - کہ نماز - روزہ حج وغیرہ جو فرائض دین اسلام ہیں - ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی عجیب عجیب ہدایات فرمائی ہیں - کہ اگر انہیں اس طرح ادا کروگے تو فرض ادا ہو جائے گا - اور اللہ تعالٰے بھی راضی ہو جائے گا - اور اس کے خلاف کیا - تو فرض بھی ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا - اور اللہ تعالٰے بھی راضی نہیں ہوگا -

کیا کوئی شخص

حضور انورؐ کی ان ہدایات کو نظر انداز کر سکتا ہے اور اگر کرے گا - تو کیا اس کے اعمال بارگاہ الٰہی میں قبول ہونگے اور جنّت میں جا سکے گا -

ہرگز نہیں

لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے جو احکام قرآن مجید میں نازل ہوں - ان کے متعلق مزید ہدایات جو سید المرسلین رحمۃ للعالمین کی طرف سے عاید ہوں ان کا ماننا بھی فرض عین ہے ورنہ بجائے اس کے کہ اللہ تعالٰے کو انسان راضی کرے - ناراض کر بیٹھے گا - اور بجائے بہشت میں داخل ہونے کے دوزخ میں داخل ہوگا - اسی ضرورت کے اشد ہونے کے باعث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان

ملاحظہ ہو - (عن العرباض بن ساریۃ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منھا العیون و وجلت منھا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان ھذہ موعظۃ مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ احمد ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ الا انھما لم یذکرا الصلوٰۃ

ترجمہ - عرباض بن ساریہ سے روایت ہے - کہا - ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی - پھر آپؐ ہماری طرف منہ کر کے بیٹھ گئے - اور ہم کو نہایت مؤثر الفاظ میں نصیحت کی کہ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے - اور دلوں میں خوف خدا پیدا ہوگیا - پس ہم میں سے ایک شخص نے عرض کی - یا رسول اللہؐ (شاید) یہ آخری وصیّت ہے پس آپؐ ہم کو کچھ اور نصیحت فرمائیے آپؐ نے فرمایا میں تم کو وصیّت کرتا ہوں - کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو - اور نصیحت کرتا ہوں تم کو سُننے اور اطاعت کرنے کی اگرچہ تم کو حبشی غلام کی اطاعت کرنی پڑے پس تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا - پھر قریب ہے کہ وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا - ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میرے اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو مضبوط پکڑے رہو - اسی کو مضبوط پکڑو - اور اسی کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو - اور تم دین میں نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو - اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے + اس حدیث میں حضورؐ انور نے اختلاف کے وقت

اپنی اور اپنے خلفاء راشدین کی سُنّت

کی تابعداری کا حکم فرمایا ہے - اس سے صاف ظاہر ہے - کہ قرآن شریف کے ساتھ ساتھ آپؐ کی سنت اور آپؐ کے خلفاء راشدین کی سُنّت کا لحاظ رکھ کر ہمیں قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیئے - تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس صورت میں بجائے ہدایت یافتہ ہونے کے ہم گمراہ ہوں گے - لہٰذا ثابت ہوگیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت

کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان کا فرض عین ہے - اور یہ بھی ثابت ہوگیا - کہ ہر مسلمان کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی ویسے ہی ضرورت ہے - جس طرح کہ قرآن مجید کی ضرورت ہے - ان دونوں چیزوں کا چولی دامن والا ساتھ ہے -

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۶ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ امّابعد

اللہ تعالیٰ جمعرات کو ہمیں اپنے دروازہ پر کچھ دینے کے لئے بلاتے ہیں

دُعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس کے دروازہ سے کچھ لینے کی توفیق عطا فرمائے

ہم اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر یہ لینے کے لئے آتے ہیں کہ ہماری زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق صرف ہو۔ اور ہمارا خاتمہ ایمان کامل پر ہو۔ مَیں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں۔ اسی نقطۂ نگاہ سے عرض کیا کرتا ہوں اس کو گوشِ ہوش سے سُنا کیجئے۔ لوحِ دل پر لکھ کر لے جایا کریں۔ اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کیا کریں۔ انشاء اللہ اس طرح سے اصلاح ہو جائے گی۔ مَیں پہلے کسی مجلس میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ انسان ظاہر میں احکام الٰہی کا پابند ہو۔ اور باطن میں اس کی رضاء کے سوا کسی کی پروا نہ کرے اس کا حوالہ بھی کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

سورہ انعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور مَیں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

یہ آنحضرتؐ کی مبارک زندگی کا نصب العین ہے۔ آپؐ ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ الآیہ (سورہ الاحزاب ع ۳ پ ۲۱)

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نصب العین ہے۔ وہی ہماری زندگی کا ہونا چاہیئے۔ حضورؐ کی زبانِ مبارک سے ارشاد ہو رہا ہے۔ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اب مسلمان وہ ہے جس کی زندگی کا نصب العین یہ ہو۔

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ غیر ضروری کو ضروری پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ ضروری کو غیر ضروری پر قربان نہیں کیا جاتا۔ مثلاً ایک شخص کو باہر سے عدالت میں شہادت کے لئے لاہور طلب کیا گیا ہے۔ اس کو جو سمن بھیجا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہُوا ہے کہ آپ فلاں تاریخ کو شہادت کے لئے ۹ بجے صبح سے ۴ بجے شام تک عدالت میں حاضر رہیں۔ اس شخص کی لاہور میں آمد کا مقصد عدالت میں شہادت دینا ہے۔ وہ لاہور میں آنے کے بعد سب کچھ کریگا۔ کھانا بھی کھائے گا رات کو چارپائی پر سوئے گا بھی۔ لیکن جب کوئی اس سے پُوچھے گا کہ آپ کیسے آئے تو وہ یہی جواب دیگا کہ شہادت کے لئے آیا ہوں وہ پہلے شہادت دے گا اس کے بعد کوئی اور کام کرے گا۔ اگر ۹ بجے سے ۴ بجے تک اس کو نیند آئے گی تو نیند کو اسے ترک کرنا پڑے گا۔ اگر اس کا دل چاہتا ہے کہ شربت پیا جائے لیکن دوکانیں دس بجے کے بعد کھلتی ہیں تو انتظار کرنے نہ بیٹھ جائے گا۔ وہ پہلے عدالت میں شہادت دے گا پھر اور کام کرے گا۔ اس شخص کے لئے شہادت دینا ضروری ہے۔ شربت پینا یا اور کام کرنا غیر ضروری ہیں۔

مَیں کہا کرتا ہوں کہ جس عقل سے دُنیا میں کام لیتے ہو، اسی عقل سے اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں کام لوگے تو نجات ہو جائے گی۔ ورنہ مارے جاؤگے لیکن مسلمانوں کی اکثریت جس عقل سے دُنیا میں کام لیتی ہے اس عقل سے اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کام نہیں لیتی۔ مثلاً دُنیا کے معاملہ میں وہ توکل نہیں کرتے۔ پہلے تو وہ سلسلۂ اسباب میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ پھر نتیجہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہیں۔ لیکن دین کے معاملہ میں سلسلۂ اسباب میں ہاتھ نہیں ڈالتے۔ اللہ تعالےٰ ہی پر توکل کرتے ہیں۔ کہ وہ بخش دے گا۔

مَیں پہلے بھی کسی مجلس میں عرض کر چکا ہوں کہ جسمانی امراض کا احساس سب کو ہوتا ہے۔ بچّہ کے پیٹ میں درد ہو تو اس کو بھی اس کا احساس ہوتا ہے۔ اسی لئے تو وہ روتا ہے۔ لیکن امراضِ رُوحانی کا احساس بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد تو سب کو احساس ہو جائے گا۔ لیکن ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

امراض روحانی کا ذکر تو قرآن مجید اور حدیث شریف میں آتا ہے۔ لیکن ہماری قرآن دانی کا یہ حال ہے کہ ایک لاکھ میں ایک بھی قرآن کا عالم نہیں ہے۔ قرآن کے عالم سے میری مراد یہ ہے کہ مسلکِ نبوّت پر قرآن کی تعلیم دے اور شرط یہ کرے کہ آپ معاوضہ دینگے بھی تو نہیں لونگا۔ سورہ الشعراء پڑھ کر دیکھیئے۔ ہر پیغمبر سے اللہ تعالےٰ نے یہ اعلان کرایا ہے۔

(وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝) رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور مَیں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اللہ تعالےٰ نے اسی قسم کا اعلان کروایا ہے۔ (قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ۝ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ) الآیہ سورہ الفرقان رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہہ دو مَیں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ معلوم کرنا چاہے اور تم اس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو جو کبھی نہ مرے گا۔

جو کسی متولی یا ٹرسٹ سے تنخواہ لے گا وہ کبھی حق نہیں کہہ سکتا۔ فارسی میں کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

ترجمہ۔ جو چیز کہ شیروں کو لومڑی کی طرح چاپلوسی سکھا دیتی ہے وہ احتیاج ہے

بی اے اور ایم اے کو تو جانے دیجئے انکے نصابِ تعلیم میں تو انگریز نے ایمان نے

کلمہ طیبہ بھی نہیں رکھا تھا۔ ان کو قرآن کیسے آسکتا ہے۔ علماء کرام کو بھی قرآن مجید نہیں آتا۔ کیونکہ مدارس عربیہ میں قرآن مجید نہیں پڑھایا جاتا۔ ان کو قرآن شریف سے عبور تو کرایا جاتا ہے۔ لیکن غور و خوض نہیں کرایا جاتا۔ مسلک نبوت پر کام کرنے والا نہ امیر کی اور نہ وزیر کی پرواہ کرے گا۔ وہ دونوں کے منہ پر مارے گا۔ اور وہ ان سے کہے گا کہ تمہاری دولت تمہیں مبارک ہو۔ تم سے لینے میں میرا ایمان خراب ہوگا۔ تمہاری رعایت کرنی پڑے گی۔ یہ جواہرات اللہ والوں کی صحبت میں نصیب ہوتی ہے۔ لاہور میں بڑے بڑے عالم ہیں۔ مگر اللہ والوں کی صحبت نصیب نہ ہونے کی وجہ سے ان میں استغنی عن الخلق و احتیاج الی اللہ کا جذبہ نہیں ہے۔ اللہ والے نایاب نہیں ہیں۔ کمیاب ضرور ہیں۔ وہ اتنے قلیل اقل ہیں۔ کہ ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے

اے دنیا دارو! تمہیں اللہ والوں کی ضرورت نہیں۔ اگر تمہیں ان کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے ہاں بھجوا کر کیوں ان کی توہین کرائے۔ لاہوری اللہ والوں کے دشمن ہیں۔ سوداگر مال وہاں لاتا ہے جہاں اس کی مانگ ہو۔ جوہری موتی اور جواہرات دیہات میں نہیں لے کر جاتا دیہات میں تو مولی گاجر کے سوداگر جاتے ہیں۔ موتی اور جواہرات انارکلی لاہور اور چاندنی چوک بازار دہلی میں ملتے ہیں۔ کیونکہ راجے مہاراجے اور نواب وہاں سیر کے لئے آتے ہیں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ ہادی امراض روحانی کا احساس کراتا ہے۔ ہادی وہ ہے جس کے دائیں ہاتھ میں مشعل قرآن ہو۔ اور بائیں ہاتھ میں مشعل حدیث خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ہادی کامل ہو اور طالب صادق ہو تو رنگ چڑھتا ہے۔ طالب صادق کے معنی بھی عرض کیا کرتا ہوں۔ طالب صادق وہ ہے جس کی کامل سے عقیدت ادب اور اطاعت میں فرق نہ آئے۔ جن کو آپ سے عقیدت ادب اور اطاعت نہ تھی وہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ سے بھی محروم ہی گئے۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ) سورہ التوبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰

ترجمہ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

اب بھی یہی ہوتا ہے اللہ والوں سے عقیدت۔ ادب اور اطاعت کی نعمت نصیب نہیں وہ محروم ہی رہتے ہیں

میں کہا کرتا ہوں۔ کہ موتی ملنے ارزاں جواہرات ملنے ارزاں۔ لیکن اللہ والے ملنے اس سے بھی گراں۔ ویسے تو لاہور میں سوائے اہل حدیث کے حنفیوں کے ہر گھر کا ایک پیر ہوگا۔ مولانا غلام رسول مہر اور مولانا عبدالمجید سالک جب روز نامہ "انقلاب" لاہور نکالا کرتے تھے تو ان کے اخبار میں روزانہ پیروں کا ذکر ہوتا تھا۔ ان کو روزانہ خط آتے تھے۔ جن میں کھوٹے پیروں کے واقعات بیان ہوتے تھے۔ کبھی کسی عورت کو پیر کے اغوا کر لینے کا ذکر ہوتا تھا اور کبھی پیر کے کسی سے دھوکہ دے کر روپیہ بٹور لے جانے کا ذکر ہوتا تھا۔ لاہوریوں کو اس قسم کے کھوٹے پیروں کی ضرورت ہے۔ جو انہیں اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف بلائے۔ کفر اور شرک کی رسموں سے روکے۔ اس کو یہ وہابی کہہ کر بدنام کرتے ہیں۔ یہ ان کی بدبختی ہے۔ اگرچہ وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے کھرے ہادی بھی بھجوا رکھے ہیں تاکہ قیامت کے دن لاہوری یہ نہ کہنے پائیں

(مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ ہمارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔

ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔ اس لئے ہم اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیں گے جو کتاب و سنت کی روشنی میں خود چلے اور ہمیں چلائے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر ایک شخص آسمان پر اڑتا ہوا نظر آئے۔ اور لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے اور قبلۂ عالم کہلائے اگر اس کا مسلک کتاب و سنت کے خلاف ہے تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اس کی بیعت کرنا حرام ہے اور اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے۔ ورنہ وہ خود بھی جہنم میں جائے گا اور تمہیں بھی ساتھ لے جائے گا۔ آسمان پر جانا کوئی کمال نہیں حدیث شریف سے ثابت ہے کہ شیاطین آسمان پر جاتے ہیں۔ کتاب و سنت کا اتباع کمال ہے۔ کمال یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ کچھ کھائے نہ کچھ پیئے۔ اور نہ کسی سے ملے۔ غرضیکہ اس کی ہر نقل و حرکت اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت ہو۔

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔ (لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ الآیہ

سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے

اللہ تعالیٰ تو انسان کی رگوں سے واقف ہے۔ اس لئے وہ ایک ایک رشتہ دار کا ذکر فرما گئے ہیں

جو اللہ کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔ خواہ باپ ہو بیٹا ہو بھائی ہو یا برادری کا فرد ہو۔ جو اللہ کا ہے خواہ وہ پرایا ہے تو وہ ہمارا ہے۔ جس کو ہر کام میں اللہ کی رضا مقصود نہیں وہ ہمارا ہو کیسے سکتا ہے۔ اس آئینہ میں اپنا منہ دیکھا کیجئے۔ اگر ہادی کی صحبت میں مدت مدید تک رہ کر ایمان پختہ نہیں ہوا تو خالہ بے ایمان بنا دیتی ہے۔ نانی بے ایمان بنا دیتی ہے۔ وہ خلاف شرع رسمیں کروا کر بے ایمان بنا لیتی ہیں۔

میں پہلے بھی کسی مجلس میں عرض کر چکا ہوں کہ صحت روحانی بحال ہونے کے بعد بھی بگڑ جاتی ہے۔ صحت روحانی ہادی کی صحبت میں بحال ہوتی ہے طبیب روحانی لاکھوں میں کوئی ہوتا ہے۔ اگر ایک لاکھ میں ایک طبیب روحانی ہوتا تو لاہور کی ۱۴ لاکھ آبادی میں ۱۴ تو ہوتے۔ اگر یہاں ۱۴ ہوتے تو لاہور چمک اٹھتا۔ اول تو ہادی کا پایا جانا کارے دارد۔ اگر مل جائے تو اس سے ہر شخص استفادہ نہیں کر سکتا۔ عقیدت۔ ادب اور اطاعت سے ہادی کی صحبت میں رہنے سے صحت روحانی بحال

ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ ایک قدم اور ایک ایک منٹ کی قیمت دیتے ہیں ؎

رضائے مولا بر ہمہ اولے

یہ صحت روحانی کی بحالی ہے۔ لیکن اس کو قائم رکھنا مشکل ہے۔ ہادی کی صحبت میں گئے تو صحت روحانی بحال ہوگئی۔ بازار میں گئے بلا ساختہ کسی نوجوان بے پردہ لڑکی پر نظر پڑی۔ تو بگڑ گئی۔ میں ایک شخص کا واقعہ ذکر کیا کرتا ہوں جو اُس نے مجھے خود سنایا۔ ان کا بیان ہے کہ اللہ اللہ کرنے کی برکت سے اس کے دل میں ایک چراغ روشن تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں پانی والے تالاب کی طرف سے آ رہا تھا۔ سُنہری مسجد کے قریب ایک خوبصورت نوجوان دوشیزہ لڑکی سامنے آئی۔ میری نظر کا اس پر پڑنا تھا کہ وہ چراغ بجھ گیا۔ پھر آج تک روشن نہیں ہُوا۔ اللہ تعالےٰ تو اتنا نازک مزاج محبوب ہے۔ کہ غیر پر نظر پڑ جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی صحت روحانی ہمیشہ بحال رکھے۔ آمین یا الٰہ العالمین

اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے بگڑ جائے تو اس کو دوبارہ بحال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صحت کی بحالی، کی تدبیر اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمائی۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

سورہ کہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں ۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں ۔ اور تُو اپنی آنکھوں کو اُن سے نہ ہٹا کہ تُو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے ۔

اگر ایسی جماعت مل جائے تو ان کی صحبت میں بیٹھئے۔ اگر جماعت نہ ملے۔ اور کوئی اللہ کا ایسا بندہ مل جائے تو اس کی صحبت کو غنیمت جانئے ۔ اگر دونوں میں سے کوئی نہ ملے تو پھر حضورؐ کے اس ارشاد پر عمل کیجئے ۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ

عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَالْيَسَعْكَ

وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ ۔ رواہ احمد والترمذی

ترجمہ ۔ عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور عرض کی نجات کیا ہے ۔ پس آپؐ نے فرمایا۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھ ۔ گھر میں بیٹھ اور اپنے گناہوں پر رو۔

یہ نجات کا پروگرام ہے۔ بیشک روٹی کمانے کے لئے کوئی پیشہ اختیار کریں لیکن اس کے بعد تسبیح لے کر مسجد میں یا گھر میں بیٹھئے۔ پھر فضول DISCUSSION میں وقت کیوں ضائع کرتے ہو۔ تمہیں غیر متعلقہ کاموں سے کیا تعلق ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ ایمان اور اسلام اس کا فضل ہے۔ وہ جب چاہے چھین لے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے دُعا کرتے ہیں کہ جب تو نے اپنے فضل سے ہمیں ایمان اور اسلام عطا فرمایا ہے تو یہ دونوں چیزیں ہمارے پاس رہنے دینا۔ کسی گناہ کی وجہ سے چھین نہ لینا۔

بقیہ احادیث الرسول صفحہ ۲ سے آگے

اللہ سخاوت کرنے والوں میں سب سے زیادہ سخی ہے۔ پھر آدمؑ کی اولاد میں سب سے بڑا سخی میں ہوں۔ اور میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ شخص ہوگا جس نے علم کو سیکھا اور اس کو پھیلایا۔ یہ شخص قیامت کے دن ایک امیر یا ایک جماعت کی (شان و شکوہ) طرح آئے گا۔ (بیہقی)

دو حریصوں کا بیان

عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ مَنْهُوْمٌ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ وَمَنْهُوْمٌ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِي حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ هٰذَا مَتْنٌ مَشْهُوْرٌ فِيْمَا بَيْنَ النَّاسِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ ۔

انسؓ بن مالکؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو ایسے حریص ہیں۔ جن کا پیٹ (کبھی) نہیں بھرتا ایک تو علم کا حریص کہ علم سے اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ اور دوسرا دُنیا کا حریص کہ دُنیا سے اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا

(مذکورہ بالا تینوں حدیثیں) بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہیں۔ اور اس حدیث اسناد صحیح ہے۔

پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا الٰہ العالمین

قرآن عزیز

(بجناب عبد الخالق صاحب شاہد ایم اے)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ جو قیامت تک رہے گا۔ اور جس میں کوئی دُنیاوی طاقت ایک زیر زبر بھی کم و بیش نہیں کر سکتی۔ فصاحت و بلاغت میں تمام آسمانی و دُنیاوی کتابوں سے بڑھا ہُوا ہے۔ ہر نماز میں قرآن کی ایک آیت کے برابر پڑھنا فرض اور تین آیتوں کے برابر پڑھنا واجب ہے۔ قرآن مجید کو بے وضو ہاتھ لگانا گناہ ہے۔ حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید کی تلاوت کی اجازت نہیں۔

اس مقدس آسمانی کتاب میں ۸۶۴۳ کلمات، ۳۲۰۲۶۷۰ حرف ۳۹۵۸۲ زبریں، ۸۸۰۴ پیش، ۳۵۲۴۳ زیریں، ۱۷۷۱ مدیں، ۱۲۵۳ شدیں، ۱۰۵۶۸۴ نقاط، ۱۱۴ سورتیں، ۵۴۰ رکوع، ۴۲۳ کوفی عشر، ۶۲۳ بصری، ۴۷۸ کوفی خمس ۱۲۴۴ بصری، کوفی آیتیں ۶۲۳۶، بصری ۶۲۱۶، شامی ۶۲۵۰، مکی ۶۲۱۲، عراقی ۶۲۱۴ اور عام آیتیں ۶۶۶۶ ہیں۔ اور متاخرین کے نزدیک معانقے ۱۸، متقدمین کے نزدیک ۱۶، اتفاقی سجدے ۱۶، اختلافی سجدے ۱۵ ہیں۔ اور ا ۴۸۸۷۲، ب ۱۴۴۵، ت ۱۱۹۹، ث ۱۲۷۶، ج ۳۲۷۳، ح ۹۷۳، خ ۲۴۱۶، د ۵۶۶۲، ذ ۴۶۹۷، ر ۱۱۷۹۳، ز ۵۰۹۰، س ۵۸۹۱، ش ۲۲۵۳، ص ۲۰۱۳، ض ۱۶۰۷، ط ۱۲۷۴، ظ ۸۴۲، ع ۹۲۲۰۰، غ ۲۲۰۸، ف ۶۸۱۳، ک ۹۵۲۲، ل ۳۴۳۲، م ۲۶۵۳۵، ن ۲۲۵۶۰، و ۲۵۵۳۶، ھ ۱۹۰۷۰، لا ۳۷۲۰ اور ی ۲۵۹۱۹ مرتبہ شامل ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ قرآن شریف سات دن میں ختم کرنا چاہئے۔ اس سے زیادہ عرصہ مناسب نہیں قرآن مجید پڑھنے کے بعد دعا مانگنی چاہئے۔ خدایا تمام مومنین کو قرآن

اقوالِ زرّیں

(از جناب شیخ عبد الحکیم لاہور)

۱۱۷- ہر مذہب اور ملت کے بزرگوں کی عزت کرنا تمہارا فرض ہے۔

۱۱۸- دوسروں کے بزرگوں کی عزت کرنا گویا اپنے بزرگوں کی عزت کرانا ہے۔

۱۱۹- ہر بات میں سادگی اور صفائی کو پسند کرو۔

۱۲۰- مت کو ہمیشہ یاد رکھو انسان کو گناہوں سے بچانے کے لئے یہ ایک مجرب نسخہ ہے۔

۱۲۱- دوسرے کی بدی اور اپنے احسان کو بھول جاؤ۔

۱۲۲- تمام امور میں اپنے خدا سے سچے رہو

۱۲۳- لغو کاموں اور بیہودہ گوئی سے بچو۔

۱۲۴- کھانا اتنا کھاؤ کہ بدن کی غذا ہو نہ کہ بدن اس کی غذا ہو جائے۔

۱۲۵- تھوڑی سی صحیح معلومات بہت سی غلط یا مشکوک واقفیت سے بہتر ہیں

۱۲۶- کسی امر کی تحقیق میں صرف قیاسات یا بے بنیاد اور تقلیدی باتوں پر ہی مانع نہ ہو بلکہ ہمیشہ سچی رہنے والی دلائل سے صحیح طور سے نتیجہ نکالنے کی عادت ڈالو۔

۱۲۷- عدل اور انصاف کو دوسروں کے معاملات میں برتو۔ اور رحم اور عفو کو ذاتیات میں۔

۱۲۸- جو اپنے بھائی کے حقوق پامال کرتا ہے وہ خدا کی وحدانیت کا قائل نہیں

۱۲۹- ذرا ذرا سی اور جزوی تکلیفوں سے ایمان میں فرق نہ آنے دو۔

۱۳۰- جتنی نیکی اور سلوک تم اوروں سے کرتے ہو اس سے زیادہ کی اپنے لئے امید نہ رکھو۔

۱۳۱- دعا اور استغفار کرنے والا قبولیت اور بخشش کی نعمتوں سے محروم نہیں رہتا۔

۱۳۲- شکر گزار انسان پر خدا کی نعمتیں ختم نہیں ہوتیں۔

۱۳۳- بے قدری اور کفرانِ نعمت پر زوالِ نعمت لازمی ہے۔

۱۳۴- عمر بڑھانے کا گر خلق خدا سے نیکی ہے۔ کیونکہ پھلدار درخت کو مالی کبھی نہیں کاٹتا۔

۱۳۵- غم و غصہ اتنا کرو کہ تم اسے کھا سکو۔ نہ اتنا کہ وہ تمہیں کھا جائے۔

۱۳۶- ایماندار وہ ہے جو ہر حالت میں اللہ تعالےٰ کے فرمانوں کو مقدم رکھتا ہے۔ اور مصیبت کے آنے پر اپنے خدا سے شکوہ نہیں کرتا۔ بلکہ صبر کرتا ہے۔

۱۳۷- جس عورت کی ذات میں فرمانبرداری اور آنکھ میں حیا نہیں وہ سانپ ہے اس سے بچو۔

۱۳۸- جو شخص کسی پر مروّت اور احسان کرکے جتاتا ہے اس کا گناہ اس کے ثواب سے بڑھ جاتا ہے۔

۱۳۹- جھوٹ کی وجہ سے تین چیزیں پیش آتی ہیں۔

(۱) خدا کی ناراضگی (۲) فرشتوں کی نیک تحریکوں سے محرومی (۳) دنیا میں ذلت و خواری۔

۱۴۰- مجلس میں کسی کو نصیحت کرنا بھی ایک قسم کی ملامت ہے اس لئے علیحدگی میں سمجھاؤ۔

۱۴۱- انتقام میں جلدی نہ کرنا اور قابلِ عفو قصوروں کو جلدی سے معاف کر دینا دو نہایت ہی شریفانہ خصلتیں ہیں۔

۱۴۲- معافی اور عدل دو ایسی نیکیاں ہیں جن کے ثواب کا اندازہ نہیں ہو سکتا

۱۴۳- جوانی کے جانے سے پہلے اس کی قدر کرو۔ ورنہ جلد وہ وقت آئیگا کہ اس کی قدر کرنے کی آرزو تو ہو گی۔ لیکن وہ واپس نہ آسکے گی۔

۱۴۴- شکر نہ صرف زبان سے ہو بلکہ اپنے عمل سے ظاہر کرو۔

۱۴۵- تمام لباسوں سے خوبصورت لباس حیا ہے۔

۱۴۶- وہ تیر جو کبھی خطا نہیں جاتا مظلوم کی بد دعا ہے۔

۱۴۷- اپنے گناہوں کے سوا دنیا کی کسی چیز سے مت ڈرو۔

۱۴۸- انسان کی عمر میں سب سے قیمتی وقت وہ ہے جب اسے سچی توبہ نصیب ہو۔

۱۴۹- اپنے پروردگار کے سوا کسی کی حقیقی تعریف مت کرو۔

۱۵۰- اگر تم اپنے دوست کی دوستی کو قائم رکھنا چاہتے ہو تو دوست کے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔

۱۵۱- وہ ذلت جو معذرت کے وقت پیش آتی ہے بے محل غصہ کی عزت سے بدرجہا بہتر ہے۔

۱۵۲- جھگڑے اور فساد سے بڑھ کر کوئی سوداوی سرکشی نہیں۔

۱۵۳- فرمانبرداری سے بڑھ کر کوئی عزّت نہیں۔ اور قناعت سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

۱۵۴- دوستوں سے زیادہ مذاق اور دل لگی اور دشمن سے ٹھٹھا اور مخول ایک مضر اور دوسری ہلاکت کی راہ ہے۔

۱۵۵- علم ہو اور عمل نہ ہو تو ایسے شخص میں اور اس گدھے میں زیادہ فرق نہیں جس پر کتابیں لدی ہوں۔

۱۵۶- عورت کے لئے اس سے بڑھ کر قیمتی زیور اور حسن کوئی نہیں کہ وہ اپنے خاوند کی فرمانبردار اور غمگسار ہو۔

۱۵۷- وہ کام کرنا جس کی لذت فوراً چلی جائے اور سزا ہمیشہ باقی رہے جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۵۸- دوسروں کی خیر و برکت کو دیکھ کر خوش ہونا بہشت میں رہنے والے دل کی ایک علامت ہے۔

۱۵۹- جو شخص باطل کی حمایت کرتا ہے وہ حق کی حمایت سے محروم رہتا ہے۔

۱۶۰- دو رُخا رہنا منافقانہ چال ہے۔ جیسے دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا

۱۶۱- احسان کرکے پھر اُسے روک لینا پہلے احسان کو برباد کر دیتا ہے۔

۱۶۲- تمہاری عمر کا جو زمانہ گزر چکا ہے۔ وہ تو ہاتھ سے جاتا رہا اور آئندہ کا کچھ اعتبار نہیں پس عقلمندی اسی میں ہے کہ موجودہ وقت کو غنیمت سمجھ کر آج ہی جو تبدیلی کرنا چاہتے ہو کرو۔

۱۶۳- استغفار کثرت سے پڑھنا فراخیِ رزق کی کلید ہے۔

۱۶۴- کسی مصیبت کے آنے پر دنیاوی اسباب سے پہلے خدا کی طرف جھکو۔ اور اس سے اعانت چاہو۔

۱۶۵- مقدمات میں ہمیشہ سچی گواہی دو۔ تا انصاف دنیا میں قائم ہو۔

۱۶۶- دنیا کی تلخیوں سے بچنا چاہتے ہو تو فتنہ کی بات نہ کرو۔ شر نہ کرو۔ گالی پر صبر کرو۔ کسی کا مقابلہ نہ کرو۔ مقابلہ جو کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ۔

ذکرِ الٰہی

(از جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب سجاول)

(سلسلہ کے لئے دیکھیں خدام الدین ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء)

(۳۱)

بچّہ کی پیدائش پر ذکرِ الٰہی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ الوسواس اذا وُلد خنسہُ الشیطان فَاِذَا ذُکراللّٰہُ ذَھَبَ وَاِذالم یُذْکِرَاللّٰہُ ثبت عَلٰی قلبہ۔
(بخاری - کتاب التفسیر - سورۃ والناس)

ترجمہ - حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے۔ کہ جب بچّہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھیڑتا ہے۔ پس جب ذکرِ الٰہی کیا جاتا ہے تو شیطان چلا جاتا ہے۔ اور اگر ذکرِ الٰہی نہ کیا جائے تو شیطان اس کے دل پر جم جاتا ہے۔

جب بچّہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جاتی ہے۔ تاکہ ذکرِ الٰہی کی برکت سے بچّہ شیطان کی گرفت سے محفوظ رہے۔

حدیث - (عن ابی ہریرہؓ) بچّہ کا پیدا ہونے کے وقت چیخنا چلانا (اور رونا) شیطان کے اسے کوکھ میں انگلی مارنے کے سبب سے ہے۔
(مشکوٰۃ کتاب الایمان فی الوسوسہ)

لہٰذا اذان کے کلمات طیبات میں اللہ تعالےٰ نے بڑا اثر رکھا ہے۔ ان کو سُن کر شیطان بھاگتا ہے۔

حدیث (عن ابی ہریرہؓ) جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ دے کر بھاگ جاتا ہے۔ اس کے واسطے آواز گوز کی ہوتی ہے (یعنی گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔ تاکہ اذان کی آواز اس کے کانوں میں نہ پہنچے) پس جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ تاکہ انسان کے دل میں خطرہ ڈالے اور اسے وہ چیزیں یاد دلائے جو اسے یاد نہ تھیں یہاں تک آدمی بھول جاتا ہے کہ اُس نے کتنی رکعت نماز پڑھی - (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ فی فضل الاذان)

جب بچّہ بولنے لگے تو اسے کلمۂ توحید کی تعلیم دینی چاہیئے۔ حصن حصین میں مذکور ہے۔ اِذَا اَفْصَحَ الْوَلَدُ فَلْیُعَلِّمْہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (ابن سنی)

ترجمہ - بچّہ جب بولنے لگے تو اُسے لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ سکھائے۔

الحاصل سب سے پہلے بچّے کو توحید کی تعلیم دینی فرض ہے۔ جب بچّہ پیدا ہُوا تو آپ نے اللہ کا نام اس کے کانوں تک پہنچا دیا۔ اب جب بولنے لگا تو کلمہ توحید اسے سکھلا دیا۔ اس تربیت کے ماتحت بچّہ بڑا ہوتا جاتا ہے۔ اس کی صحیح تعلیم و تربیت کی طرف زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

ہر کہ در خردیش ادب نکنی
در بزرگی فلاح ازو برخاست
چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ
نشود خشک جز بآتش راست

یعنے جس بچّہ کو لڑکپن میں صحیح تعلیم نہ دی جائے۔ تو جب وہ بڑا ہو تو اس سے بھلائی کی کوئی امید نہ رکھی جائے۔ گیلی لکڑی کو جس طرح چاہو مروڑ سکتے ہو (یعنی بچّہ کو جس قسم کی تعلیم و تربیت چاہو دے سکتے ہو) مگر خُشک لکڑی صرف جلانے ہی کا کام دے گی۔ (بچہ جب نالائق رہا اور بڑا ہو گیا . . . . تو اس کی تعلیم و تربیت بڑی مشکل بات ہے)

ابتدا میں بچّے کی فطرت سلیم ہوتی ہے۔ اس میں دین کی باتوں کے اخذ کرنے کی استعداد موجود ہوتی ہے۔ پھر ابتدا سے اسے جیسا ماحول میسّر آتا ہے وہ اسی سانچے میں ڈھل جاتا ہے ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

یعنے نیکوں کی صحبت تجھے نیک بنا دے گی۔ اور بدکار کی صحبت تجھے بدکار بنا دے گی۔

حدیث - (عن ابی ھریرۃؓ) ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کما تنتج البھیمۃ جمعاء ھل تحسون فیھا من جدعاء ثم یقول فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللّٰہ ذٰلک الدین القیم۔
متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب الایمان فی القدر)

ترجمہ - جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے (یعنی اس میں دینِ حق کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے) پس اس کے ماں باپ یا تو اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی اور یا مجوسی۔ جس طرح ایک چارپایہ جانور کامل چارپایہ بچہ دیتا ہے۔ کیا تم اس میں کچھ نقصان پاتے ہو۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی فطرۃ اللّٰہ التی . . . . الخ۔ خدا کی فطرت یہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں یا مخلوقات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ اور یہی دین درست اور حق ہے۔

حاصل کلام بچّوں اور بچیوں کی مروّجہ تعلیم کے ساتھ ان کی دینی تعلیم کا فکر رکھنا بھی ایک مسلمان کے لئے فرض عین ہے۔ حتی الوسع (نہیں ایسی درسگاہوں میں بھیجنا چاہیئے جہاں یہ دونوں مقاصد بطریقۂ احسن حاصل ہو سکیں۔ اس بارے میں تفسیر حقانی کے مندرجہ ذیل الفاظ قابلِ غور ہیں :-

"یہاں سے یہ معلوم ہُوا۔ کہ جن باتوں سے عقائد میں شبہ پڑے ان کا سُننا بھی حرام ہے اس بناء پر مستورات کا پادریوں کے مدارس میں تعلیم کے لئے جانا اور اُن کے مدارس میں ملازمت کرنا یا ان کی ان امور میں اعانت کرنا حرام ہے بلکہ تبدیل کفر بالایمان ہے۔ اور یہی حال دیگر مذاہب کا ہے۔"
تفسیر سورہ البقرہ - آیت ۱۰۹
(حقانی دارد)

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (منیجر)

منتخب اشعار

(از جناب عبد المجید صاحب کلرک وکیل خانپور)

بھول کر غافل نہ ہونا تم خُدا کی یاد سے
اس طرح محفوظ ہو جاؤ گے ہر اُفتاد سے
مُنہ اندھیرے جاگ اُٹھنا عاقلوں کا کام ہے
دن چڑھے تک سوتے رہنا کاہلوں کا کام ہے
جسم کو ہر دم غلاظت سے بچانا چاہیئے
ہو سکے تم سے تو روزانہ نہانا چاہیئے
اپنے کپڑے جھاڑ کر پہنو تو کچھ نقصاں نہ ہو
ان میں کوئی ڈسنے والا جانور پنہاں نہ ہو
خوب رکھو اپنے دانتوں کی صفائی کا خیال
اس ذرا سی بات میں ہے تندرسی کا کمال
حق تعالیٰ نے جسے بخشی ہو تھوڑی سی تمیز
جان سے رکھتا ہے وہ انساں صفائی کو عزیز
سچ تو یہ ہے جس کا ظاہر اور باطن پاک ہے
وہ فرشتہ ہے اگرچہ ایک مُشت خاک ہے
شہر کی گندی ہوا سے تم کو ڈرنا چاہیئے
روز صبح و شام باہر سیر کرنا چاہیئے
راہ میں چلتے ہوئے دیکھو ہمیشہ سامنے
ورنہ گر جاؤ گے سب دوڑیں گے تم کو تھامنے
اس قدر کھانا بُرا ہے جس سے بیماری لگے
اس قدر فاقہ بُرا ہے جس سے کمزوری بڑھے
ہر نشے کی چیز سے پرہیز کرنا چاہیئے
اپنے ہاتھوں آپ بن آئی نہ مرنا چاہیئے
اپنی حیثیت نہ بھولو ریس کرنا چھوڑ دو!
شاد ہو کر کھاؤ پہنو گھر میں جو موجود ہو
علم کی جانب بڑھو حکمت کے زینے پر چڑھو
تم ہمیشہ دل لگا کر شوق سے لکھو پڑھو

ضروری گزارش

۱- مضمون نگار حضرات اپنے مضامین کاغذ کی ایک طرف اور خوشخط لکھا کریں۔ بعض اہم مضامین محض خوشخط نہ ہونے کی وجہ سے شریک اشاعت نہیں ہو سکتے۔

۲- ایجنٹ حضرات اپنے بلوں کی ادائیگی جلد از جلد کر دیا کریں ادائیگی میں تاخیر فریقین کے لئے ہرگز ہرگز مفید نہیں ہو سکتی۔

۳- مستقل خریداران خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ بصورت دیگر عدم تعمیل کی شکایت بے جا ہوگی۔

۴- جواب طلب امور کے لئے واپسی کارڈ یا لفافہ ارسال فرمائیں۔

۵- پرچہ نہ ملنے کی اطلاع ایک ہفتہ کے اندر آنی ضروری ہے۔ دیر سے اطلاع ملنے پر پرچہ روانہ نہ ہوگا۔

۶- آپ کی چٹ پر سُرخ نشان × کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہے۔ اس لئے اس کارِ خیر کو جاری رکھتے ہوئے مزید چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں یا ہمیں بذریعہ وی پی آخری شمارہ بھیجنے کی اجازت بخشیں۔ "مینیجر"

سیلاب

از جناب مولانا عبد اللہ صاحب (لاہور)

قوموں کے عروج و زوال کا یہ منظر محبت و اتفاق کا رہین منت نہیں ہوتا۔ بلکہ قانونِ قدرت کے مقررہ اصول کے مطابق پیش آتا ہے البتہ کبھی اسباب عروج و زوال ایسے واضح اور صاف ہوتے ہیں کہ عام طریقے سے یا مشاہدہ سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اور یا عقل کی سرسری توجہ سے پہچان لئے جاتے ہیں۔ اور کبھی ان کا وجود ایسے اسباب پر مبنی ہوتا ہے کہ جن کا تعلق عام اسباب سے جُدا خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری اور نافرمانی سے وابستہ ہوتا ہے۔ اگرچہ ایک قوم میں بظاہر وہ تمام حالات و اسباب موجود ہوں جو کسی قوم کے عروج کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن وہ قوم ہلاکت و بربادی کی نذر ہو جاتی ہے اور جب وحی الٰہی ان کے جرائم کی تفصیل بر سرِ عام لے آتی ہے تو اہلِ دانش یقین کر لیتے ہیں کہ وہ قوم اسی لائق تھی۔ تاریخ کے صفحات اس پر شاہد ہیں کہ اہل سبا جو عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ وہ یک لخت ہلاکت و بربادی کے قعرِ مذلت میں نہیں گر گئے تھے بلکہ اپنے دور میں اعمال بد کی پاداش میں عروج و زوال کے دوسرے قانون کے پیش نظر ان کو یہ روزِ بد دیکھنا پڑا تھا۔

عرب میں مستقل دریا ناپید ہیں اکثر بارش پر گزر ہے۔ بعض مقامات پر پہاڑی چشمے بھی ہیں۔ بارش کا پانی ہو یا چشموں کا پانی بہہ کر ریگستان میں جذب ہو کر ضائع ہو جاتا ہے۔ قوم سبا نے اس پانی کو کام میں لانے کے لئے باغات و زراعت کو سرسبز و شاداب بنانے کے لئے یمن کے تمام علاقوں میں ایک سو سے زائد بند باندھے تھے۔ جن کی وجہ سے ملک سرسبز و شاداب ہو گیا تھا۔ ان بندوں میں سب سے بڑا بند "سد مارب" تھا — جو دارالحکومت مارب میں بنایا گیا تھا تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل سبا انجینئری میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

دارالحکومت مارب کے جنوب میں دائیں بائیں دو پہاڑ ہیں جنہیں کوہ ابق سے تعبیر کیا جاتا ہے، ان کے درمیان ایک طویل و عریض وادی ہے جس کو وادی اذنیہ کہتے ہیں۔ جب پانی برستا چشموں سے بہہ نکلتا تو وادی دریا بن جاتی۔ سبا نے یہ دیکھ کر ۸۰۰ ق م ان کے درمیان بند باندھنا شروع کیا اور عرصہ تک اس کی تعمیر کا سلسلہ جاری رہا۔

مؤرخین عرب کا قول ہے کہ اہل سبا نے اس بند کو اس طرح تعمیر کیا تھا کہ پانی کو روکنے کے بعد موسموں کے اختلاف کے پیش نظر آبیاری کے لئے تین درجے قائم کئے ہوئے تھے۔ ہر درجہ میں تیس کھڑکیاں تھیں جن کے ذریعہ پانی کھولا اور بند کیا جاتا تھا پھر اس کے نیچے بہت بڑا حوض بنایا ہوا تھا اس کے دائیں بائیں آہنی پھاٹک تھے جن کے ذریعہ حوض کا پانی تقسیم ہو کر دونوں کی جانب کی نہروں کے ذریعے حسبِ ضرورت کام میں لاتے تھے۔ اس عظیم الشان بند کی وجہ سے تین سو مربع میل تک دو رویہ خوبصورت عمدہ قسم کے گنجان باغات تھے۔

تجارتی کاروبار معدنیات کی کثرت اور سونے چاندی کی بہتات نے قوم سبا کو عیش و عشرت اور فارغ البالی میں مبتلا کر دیا تھا۔ ہر وقت، مسرت و شادمانی کے ساتھ خدا کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوتے آب و ہوا میں اس درجہ اعتدال تھا۔ کہ اہل سبا مکھیوں مچھروں جیسے ایذا رساں کیڑوں سے محفوظ و مصئون تھے۔ سبا کی اس خوشحالی کا ذکر کرتے ہوئے قرآن عظیم اس کو اہل سبا پر خدائے تعالیٰ کا عظیم الشان انعام و اکرام اور احسان عظیم ظاہر کرتا ہے۔

لَقَدْ کَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْکَنِہِمْ اٰیَۃٌ ج
جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّشِمَالٍ ط کُلُوْا مِنْ
رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَاشْکُرُوْا لَہٗ ط بَلْدَۃٌ طَیِّبَۃٌ
وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ط سورۃ سبا رکوع ۲ پارہ ۲۲

بلاشبہ اہل سبا کے لئے ان کے وطن میں قدرت الٰہی کی عجیب و غریب "نشانی" تھی دو باغوں کا (سلسلہ) داہنے بائیں اور خدا نے ان کو یہ فرما دیا تھا کہ اے سبا والو اپنے پروردگار کی جانب سے بخشی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر کرو شہر ہے پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا۔

قرآن کہتا ہے کہ سبا کے اپنے گھروں میں خدائے تعالیٰ کی بے نظیر اور عجیب و غریب نشانی موجود تھی وہ یہ کہ سینکڑوں میل تک ان کے شہر کے داہنے بائیں میووں پھلوں اور خوشبودار چیزوں کے درختوں کا گنجان سلسلہ باغات کی شکل میں موجود تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ رزق تھا جو عمدہ باغات کی شکل میں اور سد مارب کی شکل میں عطا فرمایا گیا تھا۔

اہل سبا ایک عرصہ تک تو اس جنت ارضی کو نعمت خداوندی ہی سمجھتے رہے اور حلقہ بگوشِ اسلام رہتے ہوئے احکام الٰہی کے فرائض کی، تعمیل اپنا فریضہ یقین کرتے رہے لیکن عیش و تنعم نے ان میں بھی وہی عادات و اخلاق پیدا کر دیئے جو ان سے پہلی اقوام میں غرور و تکبر کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے اور رفتہ رفتہ انہوں نے دین اسلام کو بھی خیرباد کہہ دیا اور مشرکانہ زندگی اختیار کر لی۔ تاہم رب غفور نے فوراً گرفت نہیں کی۔ بلکہ اس کی وسعت رحمت نے قانون، امہال (مہلت دینے کا قانون) سے کام لیا اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ان کو راہِ حق کی، تلقین کی۔ اور ان کے ذریعہ سے فرمایا کہ ان نعمتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم دولت و ثروت اور جاہ و حشمت کے نشہ میں چور ہو کر مست ہو جاؤ۔ اور نہ یہ کہ اخلاق کریمانہ کو چھوڑ بیٹھو اور کفر و شرک اختیار کر کے خدا کے ساتھ بغاوت کا اعلان کر دو سوچو اور غور کرو کہ یہ راہ، بری راہ ہے اور اس کا انجام بُرا انجام ہے" آخر تاریخ نے خود کو دُہرایا اور ان کا انجام بھی وہی ہوا جو گزشتہ زمانہ میں خدائے برحق کی نافرمان قوموں کا ہو چکا ہے۔

وہ بند جس کی تعمیر پر ان کو بیحد ناز تھا اور جس کی بدولت ان کے دارالحکومت کے تین سو مربع میل تک خوبصورت اور حسین باغات، اور سرسبز شاداب کھیتوں اور فصلوں سے یمن گلزار بنا ہوا تھا وہ خدا کے حکم سے ٹوٹ گیا — اور اچانک اس کا پانی زبردست سیلاب بنا ہوا وادی میں پھیل گیا مارب اور اس حصہ زمین پر جن میں یہ فرحت بخش باغات تھے پھیل گیا اور ان سب کو غرق آب کر کے برباد کر ڈالا پھر جب پانی آہستہ آہستہ خشک ہو گیا تو پورے علاقہ میں باغوں کی جنت کی جگہ جھاؤ کے درختوں کے جھنڈ جنگلی بیروں اور پیلو کے درختوں نے لے لی۔ جن کا پھل بد ذائقہ اور بکسا پن لئے ہوتا ہے۔

اور خدا کے اس عذاب کو اہل مارب اور قوم سبا کی کوئی قوت و سطوت نہ روک سکی اور بند باندھنے میں انجینئری میں مہارت کا جو ثبوت انہوں نے دیا تھا وہ اس کی شکستگی کے وقت ناکارہ ہو کر رہ گیا۔ قرآن عزیز نے اسی عبرتناک واقعہ کو بیان کر کے عبرت نگاہ اور بیدار قلب انسان کو نصیحت کا یہ سبق سُنایا ہے

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْہِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ
وَبَدَّلْنٰہُمْ بِجَنَّتَیْہِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُکُلٍ
خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ
ذٰلِکَ جَزَیْنٰہُمْ بِمَا کَفَرُوْا ط وَھَلْ

تُجٰزِیٓ اِلَّا الْکَفُوْرَ (سورۃ سبا رکوع ۲)

پھر انہوں نے (قوم سبا نے) ان پیغمبروں کی نصیحتوں سے منہ پھیر لیا پس ہم نے ان پر بند توڑنے کا سیلاب بھیج دیا اور ان کے دو (عمدہ) باغوں کے بدلے دو ایسے باغ اگا دیئے جو بد مزہ پھلوں - جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں کے جھنڈ تھے یہ ہم نے اُن کی ... ناشکر گزاری کی سزا دی اور ہم ناشکر قوم ہی کو سزا دیا کرتے ہیں۔

غور کیجئے کہ یہ سیلاب بہ اسباب ظاہر کس طرح آیا اس لئے کہ مارب کا بند شکستہ اور کہنہ ہو گیا تھا نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جس قسم کے ماہر انجینئروں نے اس کی تعمیر کرائی تھی سبا میں اس وقت بھی ان کی کمی نہ تھی اس کے علاوہ وہ ملک کے مختلف حصوں میں بندوں کی تعمیر کراتے رہتے تھے۔ پھر کیا وہ اس کی شکستگی کا اتنا انتظام بھی نہیں کرا سکتے تھے کہ اگر اس کو اپنی طبعی عمر پر ہی ٹوٹنا ہے تو پانی کے زور کو کم کر دیا جائے -- یا اس کے لئے تعمیر میں ایسے اضافے کر دیئے جائیں کہ جس سے یہ اچانک شکستہ ہو کر اس مصیبت عظمیٰ کا باعث بن سکتا۔ پھر یہ سیلاب کیوں آیا؟ کیا اس لئے کہ اس حقیقت کے جان لینے کے باوجود کہ یہ بند عنقریب شکستہ ہو کر اس مصیبت عظمیٰ کا باعث بننے والا ہے - انہوں نے کاہلی اور سستی سے اس کی پرواہ نہیں کی؟ تو تاریخ کی روشنی میں یہ بھی غلط ہے کیونکہ حکومت سبا کی جو معاصرانہ تاریخی شواہد ہم کو مہیا ہیں وہ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ وہ اس بند کی مضبوطی استحکام اور ہر قسم کے حفاظتی اُمور کے بارے میں بالکل مطمئن تھے اور برابر اس سے آبپاشی کا کام لے رہے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ قدیم و جدید تاریخیں اس ہولناک تاریخی واقعہ کے اسباب و علل کے بارے میں قطعاً خاموش ہیں اور اس لئے خاموش ہیں کہ سبا پر یہ عذاب بلاشبہ غیر متوقع، اور اچانک آیا جس سے وہ خود بھی حیران و سراسیمہ ہو کر رہ گئے اور وہ اس کے سوا کچھ نہ سمجھ سکے کہ یہ جو کچھ ہوا پردۂ غیب سے ظہور میں آیا کیونکہ بند کے استحکامات اور انتظامات میں بظاہر کوئی خرابی نظر نہیں آتی تھی - پھر یک لخت بند کا ٹوٹ جانا اور پانی کا سیلاب عظیم کی شکل میں پھیل کر تمام جنت نشان علاقہ کو تباہ و برباد کر دینا بجز عذاب الٰہی کے اور کیا ہو سکتا ہے - انہوں نے جب جائز اور پاک خوش عیشی کو عیاشی اور بد اطواری میں بدل دیا خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے غرور و تکبر کے ساتھ کفران نعمت کیا نبیوں اور پیغمبروں کے بار بار رشد و ہدایت پہنچانے کے باوجود شرک و کفر پر اصرار کیا تو اچانک عذاب الٰہی آکر اُن کو تباہ و برباد نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔

(ماخوذ از قصص القرآن)

مُندرجہ بالا واقعہ کو بار بار پڑھیئے اور پھر اپنے متعلق اندازہ لگایئے کیا ہم ان تمام اُمور کے مرتکب نہیں ہو رہے جن کی بنا پر اہل سبا پر سیلاب کو مسلط کر دیا گیا جس نے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا - ہم لوگ صرف نام ہی کے مسلمان ہیں ورنہ بعض مشرکانہ رسم و رواج ہم میں رائج ہو چکے ہیں - خدائے واحد کے در کو چھوڑ کر اپنے ہی جیسوں کی چوکھٹ پر سر ٹیک دیا۔

پاکستان بننے سے پیشتر بھی اس علاقہ میں بارش ہوتی تھی اور کافی ہو جاتی تھی لیکن سیلاب کا نام و نشان نہ تھا - جب سے پاکستان بنا اس کے ابتدائی سالوں کو چھوڑ کر ہر سال ہی سیلاب آتا ہے اور پہلی مرتبہ سے بڑھ چڑھ کر خواہ لوگ کچھ ہی کہیں لیکن سیلاب لانے والے ہم خود ہی ہیں ... ہمارے اور آپ کے اعمال کا صلہ سیلاب کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے - اللہ تعالےٰ ڈھیل دے رہا ہے یہ تو بطور تنبیہ اور تمہید کے ہے ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

خدا را اپنی حالت کو سنبھا لیئے ہم ظلم و سرکشی میں بہت آگے بڑھ چکے ہیں میں دعویٰ سے کہتا ہوں یہ دراصل ہماری وعدہ خلافی کی سزا ہے ہم نے پاکستان کے حصول کا مقصد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِؐ بیان کیا تھا - لیکن آج بارہ ۱۲ سال ہونے کے باوجود اپنے اس وعدے کو ایفا نہ کر سکے - خدا تعالیٰ ہمیں ہمارا وعدہ یاد دلا رہا ہے کہ اب بھی اس وعدے کو پورا کر دو - اگر ایسا نہ کر سکے تو شاید ہم اس پاکستان کا نام و نشان ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیں

اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ
کُلِّ عَامٍ مَّرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا
یَتُوْبُوْنَ وَلَا ھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۝

(سورۃ توبہ آخری رکوع پارہ نمبر ۱۱)

ترجمہ - کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ آزمائے جاتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

کیا یہ (قائدین پاکستان) دیکھتے نہیں کہ یہ ہر سال ایک یا دو مرتبہ بلائیں پھنسا دیئے جاتے ہیں - پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں

میں یقین اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر یہاں قرآن و سنت کے مطابق حکومت ہو جائے اور مُسلمان صحیح معنٰے میں مسلمان بن جائیں تو سیلاب کبھی ادھر کا رُخ بھی نہیں کرے گا - بند مضبوط باندھ لینے سے کچھ نہیں ہوتا اپنے گنا ہوں پر بند باندھیئے اپنے آپ پر کنٹرول کیجئے - اگر ہم خدا کے بن جائیں تو خدا ہمارا بن جائے گا - زمین و آسمان کی ہر چیز ہماری مُطیع ہو گی - آزمایئے تو سہی آزمائش شرط ہے -

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

پاکستانی حاجی

(صفحہ ۳ سے آگے)

ڈوب گئی - پچاس اشخاص ڈوب گئے ۔ ان میں سے صرف تین کی لاشیں برآمد ہو سکی ہیں - ۳۰۰ اشخاص کو بچا لیا گیا ہے -

ہم غرق ہونے والے ۵۰ حاجیوں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور ان کے لپس ماندگان کو صبر جمیل مرحمت فرمائے آمین یا الہ العالمین ۔

ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ ۳۵۰ حاجی لانچ میں کیوں سفر کر رہے تھے - کیا حکومت نے ان کو واپس بھجوانے کے لئے بحری جہاز کا انتظام نہیں کر سکتی تھی - ہمیں امید ہے کہ حکومت اس حادثہ جانکاہ کے متعلق اپنی پوزیشن جلد از جلد واضح کرے گی - حاجیوں کے متعلق حکومت کا جو رویہ ہے اس سے عوام پہلے ہی بدظن ہیں، اس واقعہ سے بدظنی اور زیادہ ہو جائے گی اس لئے حکومت کو فوراً ایک تفصیلی اور وضاحتی بیان شائع کرنا چاہیئے تاکہ عوام حقیقت سے واقف ہو سکیں ۔

انعام یافتہ انسان کون ہیں؟

(از جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی بی اے۔ بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں ان انعام یافتہ گروہوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ہم کو تعلیم دی گئی ہے کہ ہم تمام نمازوں کی ہر ایک رکعت میں یہ دعا پڑھیں۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ الخ

ترجمہ۔ بتلا ہم کو راہ سیدھی۔ راہ اُن لوگوں کی جن پر تُو نے انعام فرمایا۔ جن پر نہ تیرا غصّہ ہُوا اور نہ وہ گمراہ ہُوئے۔

بعد ازاں انعام یافتہ گروہوں کی فہرست اللہ تعالیٰ مندرجہ ذیل آیت میں بیان فرماتا ہے:۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۝ پ ۵ ع ۶

ترجمہ۔ جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا۔ سو وہ اُن کے ساتھ ہیں۔ جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول کے حکم ماننے والوں کو انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کی رفاقت میسّر آئی۔ اللہ کا بڑا انعام اور اس کا محض فضل ہے اُن کی اطاعت کا معاوضہ نہیں

نبی کون ہیں؟

نبی وہ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے وحی آئے۔ یعنی فرشتہ ظاہر میں آکر پیغام کہہ جائے۔

انبیاء سے مقصود خدا کی سچائی کے وہ تمام پیغمبران ہیں جو مختلف عہدوں اور مختلف قوموں میں پیدا ہوئے۔ اور جنہوں نے نوعِ انسانی کو خدا پرستی اور نیک عملی کی راہ دکھائی۔

نبی علم کے معدن ہوتے ہیں ان کے قلب پر علم کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

انبیاء تو کمالِ علمی و عملی کی حد سے آگے بڑھ کر دوسروں کی تکمیل و ہدایت کے درجہ تک پہنچے ہوتے ہیں۔ ان کے مراتب سب سے اعلیٰ ہیں اور عالمِ قدس میں جو منصب ان کو نصیب ہے وہ دوسروں کو نہیں مل سکتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہادی اور رسول بھیجتا ہے وہ سیدھی راہ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ اِدھر اُدھر مائل نہ ہونا۔ سیدھے میرے پیچھے چلے آؤ۔ عقل اور الہام کی مشعل ہاتھ میں لئے میرے قدم بقدم چلو۔ جس نے اس کا کہنا مان لیا اور رسول کے فرمودہ پر عمل کیا تو وہ سیدھا منزلِ مقصود (عالمِ قدس) تک پہنچ گیا۔ جہاں ابرار انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین رہتے ہیں۔ نہ کچھ غم ہے نہ رنج، بلکہ سرورِ ابدی اور حیاتِ جاودانی ہے۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کہ جس پر انسان طوعاً و کرہاً مامور کیا جاتا ہے نہ کوئی عبث بات ہے نہ اس میں اللہ اور رسول کا کچھ فائدہ ہے کہ وہ زبردستی اپنے بندوں سے خدمت لیتا ہے بلکہ اس میں بندوں کا ایک بڑا فائدہ ہے۔ وہ یہ کہ آدمی بسبب غلبہ قویٰ بہیمیہ کے سعادت آخرت کے سیدھے رستہ پر نہیں چل سکتا۔ وہم شہوات اور غضب و طمع راہزن بن کر اس راستہ سے بہکا دیتے ہیں۔ بُری بات کو اچھی بنا کر دکھاتے ہیں۔

صدیقین

صدیق وہ کہ جو پیغام اور احکام خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو آئے ان کا دل اپنے آپ ہی اُن پر گواہی دے۔ اور بلا دلیل اس کی تصدیق کرے۔

صدیق مخزن ہوتا ہے۔ جو شئے کان (معدن) سے باہر آئے وہ صدیق کے دل میں جمع ہو جائے۔ جیسے کہ چشمہ جب پھوٹتا ہے تو جو پانی باہر نکلتا ہے۔ وہ حوض میں جمع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو علمی باتیں نبی کے دل میں معدن کا کام کرتی ہے وہی پھوٹ کر صدیق کے قلب میں جمع ہو جاتی ہیں۔ نبی کا قلب معدن اور صدیق کا قلب مخزن ہوتا ہے۔

یہ لوگ عرفانِ الٰہی کی انتہائی چوٹی تک پہنچ کر حقائق اشیاء سے خود بھی خبردار ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی خبردار کرتے ہیں۔ صدیق در حقیقت نبی کا علمی پرتو ہوتا ہے اور عالمِ غیب کے برحق ہونے کی علمی گواہی دیتا ہے۔

صدیق اسے کہتے ہیں جس میں سچائی کی رُوح غالب ہو یعنی ایسا انسان جو سچائی سے فطری مناسبت رکھتا ہو۔ اور دیکھتے ہی پہچان لیتا اور قبول کر لیتا ہے۔

شہداء

شہید وہ کہ پیغمبروں کے حکم پر جان دینے کو حاضر ہو۔

عملی لحاظ سے شہداء معدن ہیں اور صلحا مخزن ہیں۔ شہیدوں کے دل عمل کا چشمہ ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ اُن سے پھوٹ کر باہر نکلتا ہے وہ صلحا کے دل میں جمع ہو جاتا ہے۔

شہید کے معنی ہیں گواہی دینے والا۔ یعنی ایسا انسان جو اپنے قول و عمل سے سچائی کا اعلان کرنے والا ہو۔ اور دُنیا میں اس کے لئے شہادت حجت قائم کر دے۔ قوت عملیہ کا پتلا شہید ہے جس کا کام عالمِ غیب کے برحق ہونے کی گواہی دینا ہے۔ خواہ قلم سے، خواہ زبان سے، خواہ جان سے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید کو مقتول فی سبیل اللہ ہی میں منحصر نہیں کیا بلکہ عام کر دیا۔

صالحین

سے مقصود وہ تمام انسان ہیں جو اپنے اعتقاد و عمل میں نیک اور راستباز ہوں۔ صالحین وہ ہیں جن میں نبیوں کی دونوں قوتوں کا پرتوہ پہلے درجوں سے کم ہے۔ چونکہ یہ مقام رغبت کا تھا۔ اس لئے مناسب تھا کہ اعلیٰ کو پہلے بیان کیا جائے۔ صالح و نیکبخت وہ کہ جن کی طبیعت نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہے۔ اور بُری باتوں سے اپنے نفس اور بدن کی اصلاح و صفائی کر چکے ہیں۔ یہ لوگ اپنی عمر عبادتِ الٰہی اور مال و دولت خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں خرچ کرتے ہیں۔ یہ گروہ علمی و عملی اعتبار سے نبی کا پرتو اور مظہر کمال ہوتا ہے۔ لیکن شہداء اور صدیقین سے اس کا مرتبہ اور ظہور کمال کم ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مذکورہ چار قسمیں

اُمّت کے باقی افراد سے افضل ہیں۔ ان کے ماسوا جو مسلمان ہیں وہ درجہ میں ان کے برابر نہیں لیکن اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کی وجہ سے وہ لوگ بھی انہی کی شمار اور ذیل میں لئے جائینگے اور ان حضرات کی رفاقت بہت ہی خوبی اور فضیلت کی بات ہے۔ اس کو کوئی حقیر نہ سمجھے۔ جیسے کہ خادم اپنے مخدوم کی معیت میں ہوتا ہے یعنی اس کے درجہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ نبی صدیق اور شہید بن جاتا ہے

لفظ اَطِیْعُوْا کے لغوی معنی شوق اور محبت سے اطاعت کرنا یہ مطلب نہیں ہے کہ بادلِ نخواستہ حکم مانا جائے یا ظاہری طور پر اطاعت کی جائے گو دل نہ چاہتا ہو۔ تو مطیعین کا پانچواں گروہ ہو گیا۔ جن پر خدا تعالےٰ کا انعام ہوگا۔ منافقین اس رفاقت اور معیت سے بالکل محروم رہیں گے۔ اور اللہ کافی جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ وہ ہر ایک مخلص، منافق اور مطیع کی اطاعت اور اس کے اصلی استحقاق اور مقدار فضل کو بالتّفصیل جانتا ہے۔ اب کسی کو ان امور کی تفاصیل کی وجہ سے وعدہ الٰہی کے پُورا ہونے میں خلجان نہ ہو۔

خدا اور رسول کے فرمانبردار ان چار گروہوں میں داخل ہوں گے۔ جو انعاماتِ الٰہی سے سرفراز اور رحمت الٰہی سے کامیاب ہیں۔ ان فیضیاب اور ممتاز گروہوں کو چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ انبیاء، صدیقین، شُہداء اور صلحائے اُمّت۔ کیونکہ ترقیِ روحانی کے بھی چار مراتب ہیں۔ اور ہر مرتبہ دوسرے سے مختلف اور اعلےٰ یا ادنےٰ ہے۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا و رسول کے فرمانبردار ہیں۔ احکامِ الٰہی اور سنّتِ نبوی کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صُلحائے اُمّت کے گروہ میں داخل ہونگے ان کی رُوحیں اگرچہ ناقص ہوتی ہیں۔ مگر چونکہ ان کو کامل اور روشن روحوں کا اتباع کرنے سے ان کے ساتھ ایک خصوصی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے عالم قدس میں بھی اُنہی کے ساتھ ہوں گے اور ان کے انوار تجلیات ان پر بھی بالکل اسی طرح عکس انداز ہونگے جس طرح دھوپ میں ایک صاف آئینہ کی روشنی دوسرے صاف آئینہ میں پرتو ریز ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا چاروں مراتب والے اگرچہ اُونچے درجات پر فائز ہوں گے۔ لیکن ان کی رفاقت اور صحبت اور زیارت و ہم نشینی سے متمتع اندوز اور بہرہ ور ہونا کیسی خوش نصیبی ہے۔

یہ محض خدا کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ کہ اپنے بندوں کو ان درجاتِ عالیہ پر فائز فرمائے گا۔ ورنہ طاعت و عبادت، فرمان پذیری اور قربانی کسی کی اس قابل نہیں ہوسکتی کہ جس کے عوض میں ایسے انعامات سے سرفراز فرمایا جائے۔ رہی ان درجات کی کیفیّت اور اس کا صحیح علم تو اس کو خُدا ہی خوب جانتا ہے۔ اور اسی کا علم اکمل و اتم ہے۔ اس کی تمام خبروں پر یقین و ایمان رکھنا چاہیئے۔

انبیاء، صدیقین، شُہدا اور صالحین کے ساتھ ہونے سے یہ بات نہیں پائی جاتی کہ ان کے درجات میں کچھ تفاوت نہ ہوگا۔ جیسا کہ امیر و وزیر اور حاکم و رعایا ایک ہی شہر میں ہوتے ہیں اور ہر ایک کے درجات اور مقامات جداگانہ ہوتے ہیں۔

شانِ نزول

ثوبانؓ غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشقِ زار تھا۔ اور اُس نے آپ سے آخرت میں جُدا رہنے رنج ظاہر کیا۔ کہ آپؐ ان اعلےٰ مقامات پر ہونگے جہاں ہمارا گزر نہ ہوگا۔ اس آیت کے نازل ہونے سے معلوم ہُوا کہ وہاں جُدائی نہ ہوگی۔ کیونکہ اس عالم میں جبکہ ارواح ناقصہ کو ارواح صافیہ سے محبت و اتباع کا تعلق کامل ہو جاتا ہے۔ تو اس عالم کو چھوڑ کر دوسرے عالم میں جاتی ہیں۔ تو اس تعلق کی وجہ سے ان میں انوار تجلیات اس طرح منعکس ہونگے کہ جس طرح باہم آمنے سامنے کے آئینوں کی روشنی صفائی کی وجہ سے ایک دوسرے میں چمکتی ہے۔

لطیف سرّ یہ ہے کہ ہر چیز اپنے حیّزِ اصلی کی طرف بے خود کھنچتی ہے۔ پھر جن کا حیّزِ طبعی عالم قدس اور صحبتِ انبیاء، صدیقین، شہدا و صالحین ہے۔ وہ خود اُدھر ہی جاتی ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا وہی مانتے ہیں جو اُن لوگوں کے زمرہ میں ہیں۔

ثواب آخرت مغفرت اور تمام اُخروی نعمتیں محض خدا داد ہوں گی۔ وُہی اپنی رحمت و فضل سے عطا فرمائے گا۔ بندوں کے اعمالِ حسنہ کو اس کے حصول میں وجوبی دخل نہیں ہے۔ انبیاء کو جو انعامات خدا تعالےٰ نے عطا کئے ہیں۔ ذات و صفات کے علوم مرحمت کئے ہیں درجۂ قرب و مشاہدہ عنایت کیا ہے۔ اور ملک و ملکوت کے خزائنِ غیب پر ان کو مطلع کیا ہے۔ یہ سب فضلِ الٰہی ہے۔

صدیقوں کو جو روشن کرامات عطا فرمائی ہیں اور انوار صفات سے ان کی آنکھوں کو روشن اور دلوں کو منوّر کیا۔ یہ بھی فضل الٰہی ہے۔ شُہداء کو جو اپنے پرتوِ جمال سے مشرف فرمایا ہے اور نبوت کا عملی مظہر قرار دیا ہے۔ یہ بھی فضل الٰہی ہے۔

باقی عام صلحائے امّت کو جو لطائف نیکی سے معزز فرمایا اور نیکو کاری پر ان کو استقامت عطا فرمائی یہ بھی اس کا فضل ہے۔

بقیہ خیر کی بات زبان سے نکالو (صفحہ ۱۹ سے آگے)

اور بے فائدہ بات سے سکوت۔

حضرت براء فرماتے ہیں۔ کہ ایک بدّو نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جو جنّت میں لے جانے والا ہو۔ ارشاد فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ پیاسے کو پانی پلاؤ۔ اچھی باتوں کا لوگوں کو حکم کرو۔ اور بُری باتوں سے روکو۔ اور یہ نہ ہوسکے تو اپنی زبان کو بھلی بات کے علاوہ بولنے سے روکے رکھو۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اپنی زبان کو خیر کے علاوہ سے محفوظ رکھو۔ کہ اس کے ذریعے سے تم شیطان پر غالب رہوگے۔

ان چند روایات سے معلوم ہوا کہ زبان کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے جس سے ہم لوگ بالکل غافل ہیں جو چاہا زبان سے کہہ دیا۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کے دو نگہبان ہر وقت دن اور رات۔ دائیں اور بائیں مونڈھوں پر موجود رہتے ہیں۔ جو ہر بھلائی اور بُرائی کو لکھتے ہیں۔ اس سب کے بعد خدا تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کا کیا کیا احسان ذکر کیا جائے کہ ہمیں ان سب کا علاج بھی بتا دیا۔ مگر پھر بھی انسان سے بے التفاتی میں فضول بات نکل ہی جاتی

بچوں کا صفحہ

خیر کی بات زبان سے نکالو یا چپ رہو

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

پیارے بچو! حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ پاک ارشاد ایک جامع کلمہ ہے۔ اس لئے کہ جو بات کہی جائے وہ یا تو خیر ہوگی یا شر اور خیر میں ہر وہ چیز داخل ہے جس کا کہنا مطلوب ہے۔ جو رہ گیا وہ شر ہے۔ یعنی اگر کوئی ایسی بات ہو جو بظاہر نہ خیر معلوم ہوتی ہو نہ شر تو وہ شر میں داخل ہو جائے گی۔

حضرت جبیبہ رضؓ نے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا کہ آدمی کا ہر کلام اس پر وبال ہے کوئی نفع دینے والی چیز نہیں بجز اس کے کہ بھلائی کا حکم کرے یا برائی سے روکے یا اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرے۔

حضرت ابو ذر رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے عرض کیا۔ مجھے کچھ وصیت فرما دیجئے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں اللہ کے خوف کی وصیّت کرتا ہوں۔ کہ یہ تمہارے ہر کام کے لئے زینت ہے۔ میں نے عرض کیا کچھ اور۔ فرمایا کہ قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کہ یہ آسمانوں میں تمہارے ذکر کا سبب ہے۔ اور زمینوں میں تمہارے لئے نور ہے۔ میں نے اور زیادتی چاہی، تو ارشاد فرمایا کہ سکوت بہت کثرت سے رکھا کرو۔ یہ شیطان سے دور رہنے کا ذریعہ ہے۔ اور دینی کاموں میں مدد کا سبب ہے۔ میں نے اور زیادتی چاہی تو فرمایا۔ کہ ہنسنے کی زیادتی سے بچا کرو۔ اس سے دل مر جاتا ہے اور منہ کی رونق کم ہو جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا کچھ اور فرمایا حق بات کہو چاہے کڑوی ہی کیوں نہ ہو۔ میں نے عرض کیا کچھ اور فرمایا اللہ کے معاملہ میں کسی کا خوف نہ کرو۔ میں نے عرض کیا کچھ اور فرمایا کہ تمہیں اپنے عیوب (کا فکر) لوگوں کے عیوب کو دیکھنے سے روک دے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ زبان اللہ تعالےٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اور اس کی غریب و لطیف صنعتوں میں سے ایک صنعت ہے۔ اس کا جثّہ چھوٹا ہے۔ لیکن اس کی اطاعت اور گناہ بہت بڑے ہیں۔ حتیٰ کہ کفر اور اسلام جو گناہ اور اطاعت میں دو آخری کنارے پر ہیں۔ اسی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی بہت سی آفتیں شمار کی ہیں۔ بیکار گفتگو۔ بیہودہ باتیں۔ جنگ و جدل۔ منہ پھیلا کر باتیں کرنا۔ مقفیٰ عبارتوں اور فصاحت میں تکلّف کرنا۔ فحش بات کہنا۔ گالی دینا۔ لعنت کرنا۔ شعر و شاعری میں انہماک۔ کسی کا تمسخر کرنا۔ کسی کا راز ظاہر کرنا۔ جھوٹا وعدہ کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ جھوٹی قسمیں کھانا۔ کسی کی بیجا تعریفیں کرنا۔ تعریف کے طور پر جھوٹ بولنا۔ غیبت کرنا۔ چغلی کرنا۔ دو رنگی باتیں کرنا۔ بے محل سوال کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اتنی کثیر آفتیں اس چھوٹی سی چیز کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کہ ان کا مسئلہ نہایت نازک ہے۔ اسی وجہ سے حضورؐ نے چپ رہنے کی بہت ترغیب فرمائی ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص چپ رہا۔ وہ نجات پا گیا۔ ایک صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مجھے اسلام کے بارے میں ایسی چیز بتا دیجئے۔ کہ آپؐ کے بعد مجھے کسی سے پوچھنا نہ پڑے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ جل شانہٗ پر ایمان لاؤ۔ اور اس پر استقامت رکھو۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضورؐ میں کس چیز سے بچوں۔ فرمایا اپنی زبان سے۔ ایک اور صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کی کیا صورت ہے۔ فرمایا۔ اپنی زبان کو روکے رکھو۔ اور اپنے گھر میں رہو (فضول باہر نہ پھرو) اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص دو چیزوں کا ذمہ لے لے۔ میں اس کے لئے جنت کا ذمہ دار ہوں۔ ایک زبان دوسری شرمگاہ۔ حضورؐ سے سوال کیا گیا۔ جو چیزیں جنّت میں داخل کرنے والی ہیں۔ ان میں سے اہم کیا چیز ہے۔ فرمایا۔ اللہ کا خوف اور اچھی باتیں۔ پھر عرض کیا گیا کہ جہنّم میں جو چیزیں داخل کرنے والی ہیں۔ ان میں سے اہم کیا چیز ہے۔ فرمایا منہ اور شرم گاہ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ صفا مروا کی سعی کر رہے تھے۔ اور اپنی زبان کو خطاب کر کے کہہ رہے تھے۔ اے زبان! اچھی بات کہہ۔ نفع کمائے گی اور شر سے سکوت اختیار کر سلامت رہے گی۔ اس سے پہلے کہ شرمندہ ہو۔ کسی نے پوچھا کہ یہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں۔ اپنی طرف سے فرما رہے ہیں یا آپ نے اس بارے میں کچھ حضورؐ سے سنا ہے۔ فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ آدمی کی خطاؤں کا اکثر حصّہ اس کی زبان میں ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اپنی زبان کو روکے رکھے خدا تعالےٰ اس کی عیب پوشی کرتے ہیں۔ اور جو اپنے غصّہ پر قابو رکھے خدا تعالےٰ اس کو اپنے عذاب سے محفوظ فرماتے ہیں۔ اور جو کوئی خدا کی بارگاہ میں معذرت پیش کرتا ہے۔ حق تعالےٰ شانہٗ اس کے عذر کو قبول فرماتے ہیں۔

حضرت معاذ رضؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مجھے کچھ وصیّت فرمائیں فرمایا کہ اللہ جلّ شانہٗ کی اس طرح عبادت کرو۔ گویا کہ اس کو دیکھ رہے ہو۔ اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو۔ اور اگر تم کہو کہ میں وہ چیز بتاؤں۔ جس سے ان چیزوں پر سب سے زیادہ قدرت حاصل ہو جائے تو یہ فرما کر اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔

حضرت سلیمانؑ سے نقل کیا گیا کہ اگر کلام چاندی ہے تو سکوت سونا ہے۔

حضرت لقمان حکیم جو اپنی حکمت اور دانائی کی وجہ سے دنیا میں مشہور ہیں فرماتے ہیں کہ حبشی غلام نہایت بد صورت تھے۔ مگر اپنی حکمتوں کی وجہ سے مقتدائے عالم تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ تو فلاں شخص کا غلام نہیں ہے۔ فرمایا بیشک ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ تو فلاں پہاڑ کے نیچے بکریاں نہ چراتا تھا۔ فرمایا صحیح ہے۔ پھر اس نے کہا کہ پھر یہ مرتبہ کس بات سے چلا۔ فرمایا (چار چیزوں سے) اللہ کا خوف۔ بات میں سچائی۔ امانت کا پورا پورا ادا کرنا۔

باقی صفحہ ۱۸ پر

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ بارہ روپے ۱۲ ششماہی۔ سات روپے
سہ ماہی ۔ تین روپے آٹھ آنے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل
مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا